حیات طیبہ
روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں

﴿۶﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sautī: "The weak (Da'īf) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'ān and Ahadīth is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the 6th part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of the Life of the Prophet till the great vietort of mecca.

بادشاہوں کو دعوتِ اسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ (شاہِ فارس) قیصر (شاہِ روم) اور دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر کی طرف دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔(۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے قبل

کسریٰ، قیصر اور ہر حکمران کی طرف خطوط روانہ فرمائے تھے۔(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنا مکتوب دے کر کسریٰ کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے وہ مکتوب گرامی بحرین کے گورنر کو دیا تاکہ وہ اسے کسریٰ کے پاس پہنچائے، بحرین کے گورنر نے آپ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ تک پہنچایا، کسریٰ (شاہِ فارس) نے آپ کا گرامی نامہ پڑھ کر اسے چاک کر دیا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میرے خیال میں ابن المسیب نے اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے خلاف دعا کی کہ انہیں مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ (ان کی سلطنت پارہ پارہ کر دی جائے)۔(۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کا خط دے کر قیصر روم کی طرف بھیجا، اور آپ نے دحیہ سے فرمایا کہ یہ خط بصریٰ کے حکمران تک پہنچانا، تاکہ وہ اسے قیصر تک پہنچا دے۔ بصریٰ کے گورنر نے وہ خط قیصر روم تک پہنچا دیا، اور قیصر کو اللہ عزوجل نے ایرانی لشکروں پر کامیابی عطا فرمائی تھی اس لئے وہ (شکرانے کے طور پر) حمص سے بیت المقدس تک پیدل آیا اس کے لئے راستے میں قالین بچھائے گئے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب قیصر کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب ملا، اس نے اسے پڑھ کر کہا: ان کی قوم کا کوئی آدمی تلاش کرو تاکہ میں اس سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ دریافت کروں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھ سے ابوسفیان بن حرب نے بیان کیا کہ وہ قریش کے چند سواروں کے ساتھ بہ غرض تجارت شام میں آئے ہوئے تھے، یہ رسول اللہ ﷺ اور کفار قریش کے درمیان صلح کی مدت کے دوران کا واقعہ ہے، میرے پاس قیصر کا قاصد آیا، وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو بیت المقدس لے گیا، ہم قیصر کے دربار میں حاضر کئے گئے، وہ تاج پہنے اپنے دربار میں بیٹھا تھا، اس کے اردگرد رومی سردار موجود تھے، اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے پوچھو جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ان میں سے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا: میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں، قیصر نے پوچھا: تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے، میں نے کہا: وہ میرا چچازاد ہے۔ اور میرے ساتھیوں میں میرے علاوہ بنوعبدمناف کا کوئی آدمی نہیں تھا۔

ہرقل نے کہا: اسے میرے قریب کرو، پھر میرے ساتھیوں کے بارے میں کہا انہیں اس کے پیچھے

کھڑا کر دو، اور اپنے ترجمان سے کہا: اس کے ساتھیوں سے کہو میں اس سے اس شخص کے متعلق سوال کرتا ہوں جس کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے، اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اسے جھٹلا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم! اگر مجھے اس روز اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں اس کے سوالوں کے جواب میں جھوٹ بولتا، سو میں نے اس خیال سے آپ کے بارے میں تمام باتوں کے سچے جواب دیئے۔

پھر اس نے ترجمان سے کہا: اس سے پوچھو وہ تم میں کیسے نسب کا آدمی ہے؟ (اس کا نسب کیسا ہے؟) میں نے کہا: وہ ہم میں بڑے نسب والا ہے، اس نے کہا: کیا تم میں سے کسی نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے؟ (نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟) میں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: کیا نبوت کے دعوے سے پہلے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے دریافت کیا: اس کی پیروی بااثر لوگ کر رہے ہیں یا کم زور لوگ؟ میں نے جواب دیا: کم زور لوگ، اس نے سوال کیا: اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا: بل کہ بڑھ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا کسی شخص نے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناپسندیدگی سے اس کا دین چھوڑا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، قیصر نے پوچھا: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، البتہ اب ہمارے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر ہے اور ہمیں اس سے عہد شکنی کا اندیشہ ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ مجھے اس کلمے کے علاوہ کوئی ایسی بات نہ ملی جسے میں آپ کے خلاف کہتا۔ اس نے پوچھا: کیا اس نے یا تم نے کبھی اس سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے پوچھا: تمہاری باہمی جنگوں کا نتیجہ کیسا رہا؟ میں نے کہا: کبھی ہم غالب رہے اور کبھی وہ، قیصر نے سوال کیا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہمارے باپ دادا جن کی عبادت کرتے تھے، ان (بتوں) کی عبادت نہ کریں اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پاک دامنی، ایفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم کرتے ہیں۔

اس کے بعد قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہو: میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا، تم نے کہا: وہ تمہارے درمیان اعلیٰ نسب والے ہیں، اسی طرح تمام رسول اپنی قوم میں اعلیٰ نسب والے مبعوث کئے گئے ہیں، میں نے تم سے پوچھا: کیا یہ بات (اپنے نبی ہونے اعلان) ان سے پہلے تم میں سے کبھی کسی نے کہی ہے؟ تو تم نے کہا: نہیں، میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ پہلے اگر یہ بات تم میں سے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ اس نے پہلے کی بات کی پیروی کی ہے، میں نے تم سے پوچھا کہ اپنے اعلان نبوت سے پہلے کبھی تم نے ان پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے؟ تو تم نے کہا: نہیں، میں نے جان لیا کہ جو

شخص لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ عزّ وجلّ پر کیوں کر جھوٹ بولے گا، میں نے تم سے سوال کیا: کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو تم نے بتایا: نہیں، میں نے سوچا اگر ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو پھر یہ اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہی لینے کا خواہش مند ہے، میں نے پوچھا کہ بااثر لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کم زور لوگوں نے؟ تو تم نے کہا: کہ کم زور لوگ اس کے پیروکار ہیں، حقیقت یہ ہے کہ رسولوں کے پیروکار یہی لوگ ہوتے ہیں، میں نے پوچھا: ان کے ماننے والے کم ہو رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں؟ تم نے کہا: وہ بڑھ رہے ہیں، ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے تاوقتے کہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ ان کے دین میں داخل ہونے والا کوئی شخص ان کے دین سے ناخوش ہو کر ان کے دین سے پھرا بھی ہے؟ تو تم نے کہا: نہیں، اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے جب اس کی بشاشت دلوں میں گھر کر لیتی ہے تو پھر کوئی اس سے پھرتا نہیں ہے، میں نے تم سے پوچھا: وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تو تم نے کہا: نہیں، اور تمام رسول عہد شکن نہیں ہوتے، میں نے تم سے سوال کیا: کیا تمہاری باہم جنگیں بھی ہوئی ہیں؟ تم نے کہا: ہاں، کبھی ہم کام یاب ہوئے ہیں اور کبھی وہ، اسی طرح رسولوں کا معاملہ ہوتا ہے اور آخر کار وہی کام یاب ہوتے ہیں، میں نے تم سے پوچھا: وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا: وہ ہمیں صرف اللہ عز وجل کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینے سے منع کرتے ہیں، اور تمہیں ان بتوں کی عبادت سے روکتے ہیں جن کی پرستش تمہارے آباؤ اجداد کرتے تھے اور وہ تمہیں سچائی، نماز، پاک دامنی، ایفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں، یہ نبی کی شان ہے، مجھے یہ تو معلوم تھا کہ ایک نبی تشریف لانے والا ہے، لیکن میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا، تم نے جو کچھ کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو عن قریب وہ اس جگہ کے مالک ہوں گے جو میرے ان قدموں کے نیچے ہے، بہ خدا اگر میں ان تک پہنچنے کی امید رکھتا تو ان سے ملاقات کے لئے بڑی سعی کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کے قدموں کو دھوتا۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اسے پڑھنے کا حکم دیا، اس میں تحریر تھا:

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔ اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے، اسلام قبول کر لو اللہ تمہیں دہرا اجر مرحمت فرمائے گا، اور اگر تم نے (اس دعوت سے) روگردانی کی تو تم پر رعایا (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (۴)

اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یک ساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے، اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔

جب قیصر نے اپنی بات ختم کی تو اس کے دربار میں موجود رومی سرداروں کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور شور مچ گیا، معلوم نہیں انہوں نے کیا کہا تھا؟ ہمیں وہاں سے نکلوادیا گیا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کہتے ہیں جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکلا اور ہم تنہا ہوئے تو میں نے ان سے کہا: ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا بڑا رتبہ ہے کہ روم کا بادشاہ بھی اس سے خوف کھاتا ہے، اللہ کی قسم! میں ہمیشہ سرنگوں اور پُر یقین رہا کہ آپ ﷺ عن قریب غالب ہوں گے، یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام کو داخل فرما دیا حال آں کہ میں اسے ناپسند کرتا تھا۔ (۵)

شاہوں کی طرف سے تحائف

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ (شاہ فارس) نے رسول اللہ ﷺ کی طرف تحفہ بھیجا جسے آپ نے قبول فرمالیا، قیصر (شاہِ روم) نے رسول اللہ ﷺ کی طرف تحفہ بھیجا جسے آپ نے قبول فرمایا، دیگر بادشاہوں کے بھی تحفے آپ نے قبول فرمائے۔ (۶)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجاشی (شاہِ حبشہ) نے نبی کریم ﷺ کی طرف کالے رنگ کے سادہ موزے بہ طور تحفہ بھیجے، آپ نے انہیں پہنا پھر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا۔ (۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دومہ کے حکمران اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا جبہ تحفتاً بھیجا، یہ نبی ﷺ کی طرف سے (مردوں کے لئے) ریشمی کپڑوں کے استعمال کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے، آپ نے اسے زیب تن فرمایا، لوگوں کو بہت پسند آیا، نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے جنت میں سعد (بن معاذ رضی اللہ عنہ) کے رومال اس سے زیادہ حسین ہیں۔ (۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دومہ کے اکیدر نے ریشم کا حلّہ یا کپڑا نبی اکرم ﷺ کو تحفہ بھیجا، آپ نے مجھے عطا فرما کر حکم دیا کہ اس سے خواتین کے دوپٹے بنالو۔(۹)

غزوۂ خیبر ۶ھ/۷ھ

خواتین کی شرکت

حشرج بن زیاد الاشجعی روایت کرتے ہیں کہ میری دادی نے بیان کیا میں غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ نکلی، میں (خیبر کی طرف نکلنے والی چھ عورتوں میں سے) چھٹی عورت تھی، رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ہم راہ خواتین بھی ہیں تو آپ نے ہماری طرف پیغام بھیجا کہ تم کیوں اور کس کے حکم سے نکلی ہو؟ ہم نے عرض کیا: ہم اس لئے نکلی ہیں کہ ہم تیر لا کر دیں گی، لوگوں کو ستو پلائیں گی، ہمارے پاس زخمیوں کے علاج کا سامان بھی ہے، ہم بال کاتیں گی اور اس کے ذریعے اللہ کی راہ میں معاونت کریں گی، آپ نے فرمایا: اٹھو، واپس جاؤ، (بعدازاں انہیں ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرما دی چناں چہ) جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر پر فتح فرمائی، آپ نے مردوں کی طرح ہمارے بھی حصے نکالے۔میں نے دادی سے پوچھا: تمہارا کیا حصہ نکالا گیا، میرے دادی نے کہا: کھجوریں۔(۱۰)

امیہ بنت ابی الصلت بنوغفار کی ایک خاتون سے (راوی جس کا نام بھول گئے) روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں بنوغفار کی چند خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ خیبر کی طرف جانا چاہتی ہیں، ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور مسلمانوں کی ممکنہ مدد کریں گی، آپ نے فرمایا: اللہ کے برکت سے چلو، ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں، میں کم سن لڑکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی کے پالان کی کاٹھی پر اپنے پیچھے سوار کرلیا۔صبح کے وقت آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا تو میں نے دیکھا کاٹھی پر میرے خون کا نشان تھا، میں شرم سے سمٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت ملاحظہ فرمائی اور خون کا نشان دیکھا تو آپ نے مجھے نمک ملے پانی سے طہارت حاصل کرنے اور کاٹھی دھونے کا حکم دیا اور اپنی سواری کی طرف چلے جانے کے لئے فرمایا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح فرمادیا، آپ نے ہمیں بغیر حصہ نکالے کچھ عطا فرمادیا، اور تم میرے گلے میں جو ہار دیکھ رہے ہو یہ آپ نے مجھے عطا فرمایا اور اپنے ہاتھوں سے میرے گلے میں ڈالا، اللہ کی قسم!

میں اسے اپنے گلے سے کبھی الگ نہیں کروں گی، یہ ہار موت تک ان کے گلے میں رہا اور انہوں نے اسے قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی، اور وہ ہمیشہ غسلِ طہارت کے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور یہ وصیت کی کہ ان کی میت کو جس پانی سے غسل دیا جائے اس میں نمک بھی ملایا جائے۔(۱۱)

دورانِ سفر نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے خیبر کی طرف سفر کے دوران دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ دراز گوش پر نماز (نوافل) پڑھ رہے ہیں، آپ کا رخ خیبر کی جانب مشرق کی طرف تھا۔(۱۲)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام شقران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ دراز گوش پر خیبر کی طرف سفر کے دوران اشاروں سے نماز پڑھ رہے تھے۔(۱۳)

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کو حدی خوانی کا حکم

حضرت نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خیبر کی طرف سفر کے دوان عامر بن اکوع کو جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے (اور اکوع کا اصل نام سنان تھا) یہ فرماتے سنا کہ ابن اکوع سواری سے اترو، اور اپنے اشعار سے ہمارے لئے حدی خوانی کرو، چناں چہ وہ اتر کر رسول اللہ ﷺ کے یہ رجز یہ اشعار کہنے لگے:

بہ خدا اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔ہم ایسے لوگ ہیں جب کوئی قوم ہم پر زیادتی کرتی ہے اور فتنے کا ارادہ کرتی ہے ہم سر نہیں جھکاتے۔اے اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر ٹکراؤ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔(۱۴)

رسول اللہ ﷺ کی خیبر میں آمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، آپ وہاں رات کے وقت پہنچے، رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ اگر آپ کسی قوم کے پاس رات کو پہنچتے تو صبح تک رکے رہتے، اگر آپ اذان کی آواز سنتے تو حملہ نہ کرتے ورنہ ان پر حملہ کرتے، ہم نے وہاں منہ اندھیرے فجر کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ اور مسلمان اپنی سواریوں پر سوار ہوئے، بستی والے اپنی کدالوں اور ٹوکریوں کے ساتھ اپنے کھیتوں کی طرف نکلے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) لشکر سمیت آ گئے ہیں، رسول اللہ نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا،

جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ردیف تھا، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں اپنی سواری کو دوڑایا، میرا گھٹنا نبی اکرم ﷺ کی رانوں کو مَس کررہا تھا، اور آپ کی رانوں سے تہہ بند ہٹ گیا تو میں نے آپ کی رانوں کی سفیدی دیکھی۔(۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں صبح کی وہ لوگ پھاوڑے، کدالیں لے کر اپنے کھیتوں کی طرف نکلے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو یہ کہتے ہوئے اپنے قلعوں کی طرف بھاگے کہ محمد(ﷺ) لشکر سمیت آ گئے ہیں، محمد لشکر کے ساتھ آئے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا: خیبر برباد ہوا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوؤں کی صبح بری ہوتی ہے۔(۱۶)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں صبح کی، وہ لوگ (خیبر کے یہودی) صبح کے وقت اپنے پھاوڑے، کدالیں لے کر اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف نکلے، جب انہوں نے نبی ﷺ کو لشکر کے ساتھ دیکھا تو واپس بھاگے، نبی کریم نے دوبار فرمایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! خیبر برباد ہوا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوؤں کی صبح بری ہوتی ہے۔(۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف سفر کیا، ہم وہاں پہنچے، صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ اور مسلمان سوار ہوئے، میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے بازو میں تھے، میرا پیر رسول اللہ کے قدم مبارک کو چھورہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں کو مہلت دی، یہاں تک کہ اُن کے کسان اپنے اوزاروں کے ساتھ اپنے کھیتوں کی طرف اور مویشیوں والے اپنے مویشیوں کی طرف نکلے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور لشکر کو دیکھا تو یہ کہتے ہوئے واپس بھاگے کہ محمد لشکر سمیت آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہوا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔(۱۸)

خیبر کا محاصرہ اور حملہ

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (حملہ کرنے کے لئے) جھنڈا لیا، واپس آئے قلعہ فتح نہ ہوا، اس روز لوگوں کو مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہوں

گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوگا اور وہ فتح حاصل کئے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

سو ہم نے رات اس خوشی میں گزاری کہ کل فتح ہوگی جب صبح ہوئی رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کی پھر کھڑے ہوئے جھنڈا منگوایا، لوگ اپنی صفوں میں تھے، آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا جنہیں آشوب چشم تھا (ان کی آنکھیں دکھتی تھیں) آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا ان کے حوالے کیا اور ان کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اس (جھنڈے) کی خواہش رکھنے والوں میں شامل تھا۔ (۱۹)

حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر والوں کے ایک قلعے کے پاس اترے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے خوب جدوجہد کی (لیکن فتح حاصل نہ ہو سکی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول جس سے محبت کرتے ہیں، دوسرے دن آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا انہیں آشوبِ چشم کی شکایت تھی، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور جھنڈا عطا فرمایا، لوگ ان کے ساتھ اہل خیبر پر حملہ کرنے کے لئے مستعد ہو کر نکلے، مرحب ان کے سامنے یہ رجزیہ اشعار کہتا ہوا آ گیا:

لقد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اذا اطعن احیانا و حینا اضرب
اللیوث اقبلت تلهب

خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں، ہتھیار سجانے والا، آزمودہ کار، بہادر۔ جب جنگ جو شیر غضب ناک ہو کر آگے بڑھتے ہیں تو میں کبھی ان پر نیزوں سے حملہ کرتا ہوں اور کبھی تلواروں سے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مرحب میں مقابلہ ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کی کھوپڑی پر تلوار ماری، تلوار اس کی داڑھوں تک اتر گئی، اہل لشکر نے بھی ان کی ضرب کی آواز سن لی، لوگ آخر تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہیں فتح نصیب ہوئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مرحب کو قتل کر کے میں اس کا سر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ (۲۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے روز ارشاد فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اسے فتح یاب فرمائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی تھی، میں منتظر رہا اور اس لئے آپ کے سامنے آیا کہ شاید یہ جھنڈا مجھے عطا ہو۔

دوسرے دن آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اسے جھنڈا دے کر فرمایا: حملہ کرو اور فتح کے حصول تک ادھر ادھر متوجہ نہ ہونا، علی رضی اللہ عنہ جب قلعے کے قریب پہنچے تو پکار کر کہا: یا رسول اللہ! میں کس بات پر جنگ کروں؟ آپ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لئے اور ان کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔(۲۱)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ خیبر کے موقع پر) جھنڈا لے کر اسے ہلایا اور فرمایا: اسے اس کے حق کی ادائیگی پر کون لیتا ہے؟ فلاں نے آکر کہا: میں، آپ نے اسے واپس کر دیا، پھر دوسرا آدمی آیا، آپ نے اسے بھی واپس کر دیا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (ﷺ) کو باعزت فرمایا، میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو فرار نہیں ہوگا، علی! آگے آؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ (جھنڈا لے کر) روانہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں خیبر اور فدک کی فتح عطا فرمائی اور وہ وہاں کی عجوہ کھجوریں اور خشک گوشت لائے۔(۲۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں، ہم اس جھنڈے کے امیدوار تھے، آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ، انہیں لایا گیا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور جھنڈا ان کے حوالے کیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔(۲۳)

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عطا فرمائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں، لوگوں نے رات اس اضطراب میں گزاری کہ جھنڈا کسے عطا ہوتا ہے، صبح کو ہر آدمی اس امید پر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا کہ شاید جھنڈا اسے عطا ہو، آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ آپ کو بتایا گیا: یا رسول اللہ! اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے

انہیں بلوایا، انہیں لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی وہ شفایاب ہو گئے، ایسا لگتا تھا کہ انہیں کوئی بیماری ہی نہ تھی، آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں ان سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روانہ ہو جاؤ جب ان کے میدان میں پہنچو ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو اللہ کے حق کے بارے میں خبردار کرو، اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت عطا فرما دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔(۲۴)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل خیبر پر حملہ کرنے کے لئے جھنڈا دے کر بھیجا، ہم بھی ان کے ساتھ تھے، جب علی رضی اللہ عنہ قلعے کے قریب ہوئے، وہ لوگ مقابلے کے لئے نکلے، باہم جنگ چھڑ گئی، ایک یہودی نے ان پر تلوار کا وار کیا تو ان کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعے کے پاس سے ایک دروازہ اٹھایا اور اس سے ڈھال کا کام لیا، جب تک لڑائی جاری رہی، اس سے ڈھال کا کام لیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی، جنگ سے فارغ ہو کر علی رضی اللہ عنہ نے وہ دروازہ پھینک دیا، میرے سات ساتھیوں نے جن میں آٹھواں میں تھا اس دروازے کو ہٹانے کی کوشش کی لیکن اسے نہ ہٹا سکے۔(۲۵)

رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ) رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے باتیں کیا کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے موسم گرما میں پہنا کرتے تھے، میرے والد سے اس بارے میں دریافت کرنے کا کہا گیا، انہوں نے دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز میری طرف آدمی بھیجا، میں آشوب چشم میں مبتلا تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آشوب چشم کی تکلیف ہے، رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور فرما دے، اس دن سے آج تک مجھے گرمی اور سردی کا احساس نہیں ہوا۔(۲۶)

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی شہادت

ایاس بن سلمہ کہتے ہیں کہ میرے والد سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا نے خیبر کے روز مرحب یہودی کو مقابلے کی دعوت دی، مرحب نے یہ رجزیہ اشعار کہے: خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں،

اسلحہ سے مسلح، تجربہ کار بہادر ہوں، جب جنگ کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔

میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ نے یہ رجز کہی:

خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں، ہتھیار سجانے والا، بہادر، خطرات میں گھسنے والا۔

پھر دونوں ایک دوسرے پر تلواروں کی ضربیں لگانے لگے، مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال کو لگی، عامر نے مرحب پر نیچے سے تلوار کا وار کیا تو ان کی اپنی تلوار پلٹ کر ان کی پنڈلی پر لگی جس نے ان کی رگ ہفت اندام کو کاٹ دیا اور وہ شہید ہو گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری نبی اکرم ﷺ کے چند صحابہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: عامر کا عمل ضائع ہو گیا اس نے خود اپنے آپ کو مار ڈالا ہے، میں روتا ہوا اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عامر کا عمل ضائع ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: کس نے کہا؟ میں نے کہا: آپ کے بعض صحابہ نے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کہا غلط کہا ہے، بل کہ اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

عامر رضی اللہ عنہ جب خیبر کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے حدی خوانی میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے یہ اشعار کہے:

تا لله لو لا الله ما اهتدينا
و لا تصدقنا و لا صلينا
ان الذين قد بغوا علينا
ان ارادوا فتنة ابينا
و نحن عن فضلك ما استغنينا
فثبت الاقدام ان لاقينا
و انزلن سكينة علينا

اللہ کی قسم! اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔ ان لوگوں نے ہم پر سرکشی کی ہے، اگر انہوں نے فتنہ برپا کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ہم اس سے انکار (نفرت) کرتے ہیں۔ اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں، سو جب ہماری ان سے مڈ بھیڑ ہو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر تسکین نازل فرما۔

رسول اللہ ﷺ نے (یہ اشعار سماعت فرما کر) پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عامر

ہوں، آپ نے فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے، راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کے لئے خصوصاً مغفرت کی دعا فرماتے وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: یا رسول اللہ! کاش آپ ہمیں عامر سے فائدہ حاصل کرنے دیتے، چناں چہ وہ آگے جاکر (خیبر میں) شہید ہو گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: آج میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے یا اللہ اور اس کا رسول جس سے محبت کرتے ہیں، میں علی رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم کی وجہ سے ہاتھ پکڑ کر لے آیا، نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا پھر انہیں جھنڈا عطا فرمایا، مرحب اپنی تلوار لہراتے ہوئے نکلا، وہ کہہ رہا تھا:

خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں، ہتھیار بند، آزمودہ کار بہادر ہوں۔ جب جنگوں کی آگ بھڑکتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواباً کہا:

میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، جنگلوں کے ڈراؤنی شکل کے شیر کی طرح دشمنوں کو صاع کے بدلے بڑا پیمانہ دیتا ہوں (اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہوں)

علی رضی اللہ عنہ نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور آپ کو فتح نصیب ہوئی۔ (۲۷)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سخت جنگ کی، پھر ان کی تلوار اچٹ کر انہیں لگی اور وہ شہید ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اس بارے میں گفت گو کی اور انہوں نے ان کی شہادت کے متعلق شک کا اظہار کیا کہ وہ اپنے ہی ہتھیار سے فوت ہوئے ہیں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس روانہ ہوئے، تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت مرحمت فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے رجز خوانی کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ نے کہا: بتاؤ کیا کہو گے؟ میں نے کہا:

بہ خدا! اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اے اللہ! تو ہم پر تسکین نازل فرما اور (دشمن سے) مڈبھیڑ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ، مشرکوں نے ہمارے خلاف سرکشی کی ہے۔

جب میری رجز ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اشعار کس نے کہے ہیں؟ میں نے عرض کیا:

میرے بھائی نے کہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! لوگ اس پر نماز پڑھنے سے گھبرائے اور کہنے لگے یہ شخص اپنے ہی ہتھیار سے مرا ہے، یہ سن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جہاد میں مصروف مجاہد کے طور پر مرا ہے، لوگوں نے غلط کہا ہے، اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوانگلیوں سے اشارہ فرمایا۔(۲۸)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے (خیبر کی طرف سفر کے دوران) کسی نے ان سے کہا: عامر! ہمیں اپنے اچھے اشعار سناؤ، وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے، کہنے لگے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا ہمیں ہدایت نہ ملتی، نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔
ہم تجھ پر فدا ہوں ہمارے کاموں کی مغفرت فرما اور دشمن سے ملاقات کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہم پر تسکین نازل فرما۔
جب ہمیں جنگ کے لئے آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں، آواز کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں (کہ ہم ان کی پکار پر ضرور ان کی مدد کو آئیں گے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حدی خوان (اونٹوں کو ہنکانے والا) کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن الاکوع ہے، آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے، کسی آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ضرور شہید ہوں گے، آپ نے ہمیں اس سے کوئی فائدہ حاصل کرنے نہ دیا، پھر ایک یہودی سے مقابلے کے دوران گھٹنے پر اپنی تلوار کی دھار لگنے سے وہ شہید ہو گئے، لوگوں نے کہا: اس نے خودکشی کی ہے اس کے عمل برباد ہو گئے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مدینہ طیبہ آ گئے تھے اور مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں کا خیال ہے عامر کے سب عمل برباد ہو گئے، آپ نے فرمایا: کون کہتا ہے؟ میں نے کہا: انصار میں سے فلاں فلاں، آپ نے فرمایا: جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے، اس کے لئے دوہرا اجر ہے، وہ کوشش کرنے والا مجاہد تھا، اس جیسے عرب کم ہی زمین پر چلتے ہوں گے۔(۲۹)

متعہ، خچروں اور پالتو گدھوں کے کھانے کی حرمت

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر کئی چیزوں کو حرام قرار دیا۔(۳۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے

موقع پر نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔(۳۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں سے متعہ کی اجازت دیتے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔(۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت پکانے سے منع فرما دیا۔(۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ نے ہر درندے، ٹکٹکی پر باندھ کر نشانہ بنائے ہوئے جانور اور پالتو گدھوں کو حرام قرار دے دیا۔(۳۴)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے روز گدھے ہمارے ہاتھ آئے، ان (کے گوشت) سے ہانڈیاں ابل رہی تھیں، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ کیا (پک رہا) ہے، ہم نے کہا: گدھے ہمارے ہاتھ آئے، آپ نے پوچھا: پالتو یا جنگلی؟ ہم نے عرض کیا: پالتو، آپ نے فرمایا: ہانڈیاں الٹا دو، تو ہم نے ہانڈیاں الٹا دیں۔(۳۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک شخص نے دو مرتبہ آ کر کہا: گدھے کھا لئے گئے، پھر آ کر کہا: گدھے ختم ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں، کیوں کہ یہ ناپاک ہے، پھر (یہ اعلان سنتے ہی) ہانڈیاں الٹ دی گئیں۔(۳۶)

حضرت ابو سلیط بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ہم بھوکے تھے، ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت کا حکم آیا، اس وقت حالت یہ تھی کہ ہانڈیوں میں ان کا گوشت ابل رہا تھا، ہم نے ہانڈیاں انڈیل دیں۔(۳۷)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم خیبر میں آئے رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت بہت جگہ آگ جلتی دیکھ کر پوچھا: یہ آگ کس چیز پر جل رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکایا جا رہا ہے، آپ نے فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور جو کچھ ان میں ہے اسے پھینک دو، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم ایسا نہ کریں کہ گوشت گرا دیں اور ہانڈیاں دھو لیں۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا کرلو''۔(۳۸)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے روز گدھے پائے، نبی اکرم

ﷺ ہمارے پاس سے گزرے، ہم ہانڈیاں چڑھا چکے تھے، آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا: ہمیں گدھے ملے ہیں (یہ ان کا گوشت ہے) آپ نے فرمایا: وحشی یا پالتو؟ ہم نے کہا: پالتو، آپ نے فرمایا: ہانڈیاں انڈیل دو، خواہ گوشت پکا ہو یا کچا، آپ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔(۳۹)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گھوڑے اور حمار وحشی کھائے اور رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں سے منع فرمادیا۔(۴۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے روز گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کئے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں (کا گوشت کھانے) سے منع فرمادیا اور گھوڑے (کا گوشت کھانے) سے منع نہیں فرمایا۔(۴۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر لوگ بھوک میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے پالتو گدھوں کو پکڑ کر انہیں ذبح کیا اور ہانڈیاں بھرلیں، نبی ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم نے اپنی ابلتی ہوئی ہانڈیاں الٹادیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن قریب اللہ عزوجل تمہیں اس سے حلال اور پاکیزہ رزق عطا فرمائے گا، اسی روز رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں اور خچروں کا گوشت، کچلی والے ہر درندے، پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے کو حرام قرار دے دیا اور باندھ کر نشانہ بنائے جانے والے ہر جانور، درندے کے منہ سے چھڑائے ہوئے (ذبح سے قبل) مرنے والے جانور اور لوٹ مار کو حرام قرار دیا۔(۴۲)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر کیا (فتح کے بعد) لوگ جلدی سے یہودیوں کے باڑوں میں داخل ہوگئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: خالد! لوگوں میں اعلان کرو، الصلوٰۃ جامعۃ اور جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا، (مجاہدین کے جمع ہو جانے پر) آپ نے فرمایا: لوگو! تم یہودیوں کے باڑوں میں جلدی سے داخل ہو گئے ہو، سنو! ذمیوں کا ناحق مال لینا جائز نہیں ہے، اور تم پر پالتو گدھے، گھوڑے، خچر اور ہر درندہ جانور اور پنجوں سے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔(۴۳)

باندیوں سے وضع حمل سے قبل قربت حرام ہونا

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے، پالتو گدھوں کے گوشت، جانور کے منہ سے چھڑ دائے ہوئے مردار، باندھ

کرنشانہ بنائے جانے والے جانور (جو ذبح سے پہلے مرجائے) اور باندیوں سے وضع حمل سے پہلے قربت کوحرام کردیا۔(۴۴)

مجاہدین کے لئے کھانے کا انتظام

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے سال مقام صہباء میں پڑاؤ فرمایا، نماز عصر کے بعد آپ نے کھانا منگوایا، صرف ستو پیش کیا گیا، ہم نے وہی کھائے، جب مغرب کا وقت ہوا، رسول اللہ ﷺ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی۔(۴۵)

حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک شام ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک یہودی کی بکریاں ان کے قلعے کی طرف جاتی ہوئی سامنے آئیں، ہم نے خیبر والوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کون ہے جو ان بکریوں میں سے کوئی بکری ہمیں کھلائے؟ ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: یارسول اللہ! میں، آپ نے فرمایا: تو جاؤ، میں نرشترمرغ کی طرح تیز دوڑتا ہوا گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے اللہ! ہمیں اس سے فائدہ پہنچا، میں نے بکریوں کو جالیا اس وقت تک ریوڑ کی پہلی بکریاں قلعے میں داخل ہوچکی تھیں، میں نے ریوڑ کے آخر سے دو بکریاں پکڑیں، انہیں بغل میں دبایا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آیا گویا میرے پاس کوئی چیز ہی نہ تھی، یہاں تک کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لا ڈالا، لوگوں نے انہیں ذبح کیا اور کھایا۔

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے، جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رودیتے تھے، پھر فرماتے مجھ سے فائدہ اٹھالو، بہ خدا میں آخری صحابی ہوں۔(۴۶)

حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، جب اہل خیبر کو شکست ہوگئی ہم ان کی رہائش گاہوں میں چلے گئے، لوگوں کو وہاں سے جو معمولی چیزیں ملیں اٹھالیں اور فوراً ہانڈیاں چڑھ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ہانڈیاں انڈیل دی گئیں اور آپ نے ہم میں سے ہر دس آدمیوں پر ایک بکری تقسیم فرمائی۔(۴۷)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا زخم

یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا، میں نے پوچھا: ابوسلمہ! یہ کیسا نشان ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوۂ خیبر کے دن لگا تھا، لوگوں نے

کہا: سلمہ نہیں بچے گا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ نے اس پر تین مرتبہ دم کیا، اس کے بعد اب تک مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (۴۸)

مالِ غنیمت کی تقسیم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں گھوڑے کے لئے دو اور آدمی کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا (سوار کو تین اور پیدل مجاہد کو مالِ غنیمت میں سے ایک حصہ مرحمت فرمایا)۔ (۴۹)

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر فتح پائی اور خیبر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا ہو گیا تو مسلمانوں کے لئے خیبر میں کام نہ کرنے کی وجہ سے اسے اس شرط پر یہودیوں کے پاس رہنے دیا گیا کہ وہ ان زمینوں میں کام کریں اور اس پر خرچ کریں گے اور اس کے عوض انہیں کل پیداوار کا نصف دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اسے چھتیس حصوں میں تقسیم فرما دیا، جن میں سے ہر مجموعہ سو حصوں پر مشتمل تھا، ان تمام حصوں میں سے نصف مسلمانوں کے لئے مقرر فرما دیا جس میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی شامل تھا، اور دوسرا نصف وفود کی مہمان نوازی، دیگر امور اور لوگوں کی پریشانیوں کے دفعیے کے لئے مختص فرما دیا۔ (۵۰)

محمد بن ابی مجالد بیان کرتے ہیں کہ مجھے مسجد والوں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے حاصل ہونے والے غلے میں کیا کیا تھا؟ چناں چہ میں نے اُن کے پاس آ کر پوچھا: کیا حضور نے اس کا خمس نکالا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، وہ اس مقدار سے کم تھا اور ہم میں سے جو شخص چاہتا اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے لیتا تھا۔ (۵۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے حاصل شدہ مالِ غنیمت میں سے رشتہ داروں (ذوی القربیٰ) کا حصہ بنو ہاشم اور بنو المطلب میں تقسیم فرمایا تو میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں بنو ہاشم کی فضیلت سے انکار نہیں ہے، کیوں کہ ان میں آپ کا ایک مقام ہے جس سے اللہ عز و جل نے آپ کو موصوف فرمایا ہے، لیکن آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب کو عطا فرمایا اور ہمیں چھوڑ دیا ہے، حال آں کہ وہ اور ہم آپ کے ساتھ ایک جیسا رشتہ رکھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ (بنو مطلب) دورِ جاہلیت اور اسلام میں مجھ سے کبھی الگ نہیں ہوئے (انہوں نے ہر موقع پر میرا ساتھ دیا ہے) بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی چیز

ہیں، پھر اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرمائیں۔(۵۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو بھی حصہ مرحمت فرمایا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح خیبر کے تین دن بعد اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے ہمیں حصہ دیا، ہمارے علاوہ فتح خیبر میں شریک نہ ہونے والے کسی اور کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا۔(۵۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ (اسلام قبول کرنے کے لئے) مدینہ طیبہ میں پہنچے، نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے، حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ آپ کے نائب تھے، نماز فجر پڑھنے کے بعد حضرت سباع رضی اللہ عنہ نے انہیں زادِراہ کے طور پر کچھ دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں پہنچے، نبی ﷺ خیبر کو فتح فرما چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے بات کی تو انہوں نے ہمیں بھی اپنے غنیمت کے حصوں میں شریک کرلیا کیوں کہ یہ مالِ غنیمت حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے مخصوص تھا۔(۵۴)

غلام کو بھی عطا فرمانا

حضرت ابی اللحم رضی اللہ عنہ کے غلام عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقاؤں کے ہمراہ غزوۂ خیبر میں شریک ہوا، انہوں نے میرے (حصے کے) بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا، میں نے گلے میں تلوار لٹکا لی، میں اسے (بڑی ہونے کی وجہ سے) گھسیٹ کر چلنے لگا، پھر آپ کو بتایا گیا کہ میں غلام ہوں تو آپ نے بچے کھچے مالِ غنیمت میں سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم فرمایا۔(۵۵)

چربی کا تھیلا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے موقع پر مجھے چربی کا تھیلا ملا، میں نے اسے قابو کرلیا اور کہا: میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔(۵۶)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ ہماری طرف ایک آدمی نے چربی کا تھیلا پھینکا، میں اسے لینے کے لئے گیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو

دیکھا تو مجھے شرم آ گئی۔(۵۷)

جنت میں صرف مؤمن جائیں گے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر چند صحابہ کرام نے آ کر کہا: فلاں شہید ہے، فلاں شہید ہے، یہاں تک کہ ان کا گزر ایک شخص پر ہوا جس کے متعلق انہوں نے کہا: فلاں بھی شہید ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے، اس نے (مالِ غنیمت میں سے) چوغہ یا چادر چوری کی (راوی کو شک ہے)، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن الخطاب! لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے، میں نے باہر جا کر منادی کی: سنو! جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوں گے۔(۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے اسلام کے دعوے دار ایک شخص کے بارے میں فرمایا: یہ جہنمیوں میں سے ہے، جب ہم (مجاہدین) لڑائی میں شریک ہوئے، اس نے خوب بہادری سے جنگ کی اور زخمی ہوا، آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے جس شخص کے متعلق فرمایا تھا وہ جہنمیوں میں سے ہے، اس نے تو آج زبردست جنگ کی ہے اور فوت ہو گیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم کی طرف گیا، لوگوں کو تشویش ہوئی کہ اسی دوران کسی نے کہا: وہ مرا نہیں ہے بل کہ وہ شدید زخمی ہے، جب رات ہوئی وہ اپنے زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے خودکشی کر لی، نبی اکرم ﷺ کو یہ خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ دوسری روایت میں ہے: لوگوں نے آپ سے آ کر کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا، اس شخص نے خودکشی کر لی۔ پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا انہوں نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جنت میں صرف مسلمان شخص ہی داخل ہوگا، اور اللہ عزوجل اس دین کی مدد فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے۔(۵۹)

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خیبر میں ایک مسلمان فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو، یہ سن کر لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا، رسول اللہ ﷺ نے (یہ کیفیت دیکھ کر) فرمایا: تمہارے ساتھی نے راہِ خدا میں خیانت کی ہے، ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس کے سامان سے (مالِ غنیمت سے چرایا گیا) دو درہم کے برابر قیمت کا یہودیوں کا مہرہ (کانچ کا منکہ) ملا۔(۶۰)

فتح خیبر کے بعد یہودیوں کی سازش

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (خیبر میں) ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف زہر آلود بکری تیار کر کے بھیجی، آپ نے اسے بلوایا اور پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: میں نے چاہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے باخبر فرما دے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو لوگ آپ سے راحت پالیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو جب اس زہر کے اثرات محسوس ہوتے آپ سینگی لگوا لیتے تھے، ایک مرتبہ دورانِ سفر احرام کی حالت میں زہر کے اثرات محسوس ہونے پر آپ نے سینگی لگوائی۔(۶۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت گوشت کو زہر آلود کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی، رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول کر کے فرمایا: اس عورت نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے حلق میں اس کے اثرات معلوم تھے۔(۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا زہر آلود گوشت پیش کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں جمع کرو، آپ کے حکم سے تمام یہودی جمع کئے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کیا تم مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ (جدِ اعلیٰ) کون ہے؟ (کس کی نسل سے ہو) انہوں نے کہا: ہمارا باپ (جدِ اعلیٰ) فلاں شخص ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا، تمہارا باپ فلاں شخص ہے، وہ بولے آپ نے سچ کہا، صحیح فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا بتاؤ اگر میں تم سے کوئی (اور) بات پوچھوں تو کیا تم مجھے صحیح صحیح بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابو القاسم! (ﷺ) اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا جیسے آپ کو ہمارے باپ کے بارے میں معلوم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنمی لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم کچھ دن جہنم میں رہیں گے، پھر ہمارے بعد آپ لوگ جہنم میں رہیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کبھی بھی تمہارے بعد جہنم میں نہیں رہیں گے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تم سے کوئی اور بات پوچھوں تو کیا تم صحیح صحیح بتاؤ گے؟

انہوں نے کہا: ہاں، اے ابوالقاسم (ﷺ)، آپ نے فرمایا: تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا، انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہم نے یہ چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہماری آپ سے جان چھوٹ جائے گی اور اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔(۶۳)

دفینے میں خُمس

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے، ہمارا ایک ساتھی قضائے حاجت کے لئے ویرانے میں گیا، اس نے استنجا کرنے کے لئے اینٹ اٹھائی تو وہاں سے چاندی کا بغیر ڈھلا ہوا ڈلا گرا، وہ اسے اٹھا کر نبی ﷺ کے پاس لایا اور واقعہ بتایا، آپ نے فرمایا: اسے تو لو، اس نے وزن کیا تو وہ دوسو درہم کے برابر ہوا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دفینہ (مدفون خزانہ) ہے، اس میں خمس (کی ادائیگی واجب) ہے۔(۶۴)

سونے کے بدلے سونا برابر تول کر فروخت کرنا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک اوقیہ سونے کی یہودیوں سے دو اور تین دینار (سونے کی اشرفیوں) کے عوض بیع کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے میں بغیر برابر برابر وزن کے فروخت نہ کریں۔(۶۵)

حضرت فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے فتح خیبر کے موقع پر بارہ دینار میں ایک ہار خریدا جس میں سونا اور پتھر کے نگینے تھے، جب میں نے ہار سے سونا الگ کیا تو وہ سونا بارہ دینار سے زیادہ تھا، میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: سونے کو الگ کئے بغیر نہ بیچا جائے۔(۶۶)

خیبر کی اراضی اور پیداوار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین اور باغات کو نصف حصے پر بٹائی پر دے دیا۔(۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے پھلوں اور کھیتوں کی نصف پیداوار پر معاملہ فرمایا۔(۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی کھجوروں یا کھیتوں

کی نصف پیداوار پر معاملہ فرمایا، رسول اللہ اپنی ازواج مطہرات کو ہر سال سو وسق عطا فرماتے تھے، اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا، انہوں نے خیبر کی اراضی تقسیم کر دی، نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو زمین کا ٹکڑا لے لیں یا ہر سال حسب سابق سو وسق لے لیں، ان میں اختلاف رائے پیدا ہوا، بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے زمین لینا پسند فرمائی اور بعض نے سو وسق کو ترجیح دی حضرت حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ان ازواج نبی ﷺ میں تھیں جنہوں نے سو وسق (سالانہ) لینا پسند فرمایا۔(۶۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا، انہوں نے پیداوار کا تخمینہ لگایا، پھر خیبر والوں کو اختیار دیا کہ وہ اسے قبول کر لیں یا رڈ کر دیں، یہودیوں نے کہا: یہ حق ہے، اسی حق ہی کی بہ دولت زمین و آسمان قائم ہیں۔(۷۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کھجوریں اترنے سے قبل کھانے کے قابل ہو جاتیں نبی اکرم ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کے پاس کھجوروں کا تخمینہ لگانے کے لئے بھیجا کرتے تھے، پھر یہودیوں کو اس بات کا اختیار دے دیتے کہ وہ اس تخمینے کے مطابق کھجوریں لیتے ہیں یا مسلمانوں کو دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے پھل کھانے اور توڑنے سے پہلے تخمینہ لگانے کا حکم اس لئے فرمایا تا کہ زکوٰۃ (عُشر) کا حساب لگالیا جائے۔(۷۱)

خیبر کی کھجوروں کے پھلوں کی مقدار

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے پھل کا تخمینہ چالیس ہزار وسق لگایا، جب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیا اور ان کے ذمے (مسلمانوں کے حصے کے) بیس ہزار وسق لازم ہو گئے۔(۷۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے خیبر رسول اللہ ﷺ کو مالِ غنیمت کے طور پر عطا فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو حسب سابق وہیں رہنے دیا اور اس (کی پیداوار) کو اپنے اور یہود کے درمیان تقسیم فرما دیا۔(یعنی پیداوار میں سے نصف حصہ رسول اللہ ﷺ کا اور نصف یہود کا ہوگا) پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، انہوں نے پیداوار کا تخمینہ لگایا، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں سے کہا: یہودیو! تم میرے نزدیک ناپسندیدہ ترین مخلوق ہو، تم نے اللہ عز وجل کے انبیائے کرام کو شہید کیا اور اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، لیکن میری تم سے یہ نفرت

مجھے تم سے ناانصافی نہیں کرنے دے گی، میں نے کھجوروں کے پھلوں (کے نصف) کا تخمینہ بیس ہزار وسق لگایا ہے، اگر تم چاہو تو تم لے لو اگر تمہیں منظور نہ ہو تو میں لے لیتا ہوں، انہوں نے کہا: اسی انصاف سے آسمان وزمین قائم ہیں، ہم نے لے لیا۔ (۷۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عقد، ان کا مہر اور ولیمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ عز وجل نے خیبر کے یہودیوں کو شکست دی، حسین و جمیل صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں، رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام کی درخواست پر) انہیں سات غلاموں کے بدلے خرید لیا، اور انہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ انہیں بنا سنوار کر دلہن بنائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ولیمے کے لئے کھجوروں، پنیر اور گھی کا انتظام فرمایا، پھر زمین میں گڑھا کر کے اس میں چمڑے کا دستر خوان رکھ دیا گیا اور پنیر، کھجوریں اور گھی لایا گیا، لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور کہنے لگے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حبالۂ عقد میں لائے ہیں یا اسے ام ولد (باندی) بنایا ہے؟ پھر کہنے لگے آپ اسے حجاب میں لے لیں گے تو یہ آپ کی زوجہ ہوں گی ورنہ یہ آپ کی باندی ہوں گی، جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ فرمایا، انہیں حجاب میں لے لیا اور وہ اونٹ پر پیچھے بیٹھ گئیں، جس سے صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں شرفِ زوجیت عطا فرمایا ہے۔

جب مدینہ کے قریب پہنچے آپ ﷺ نے اور ہم نے حسب معمول اپنی سواریوں کو تیز چلایا تو آپ کی ناقہ عضباء نے ٹھوکر کھائی، جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور صفیہ رضی اللہ عنہا گر گئے، ازواج مطہرات دیکھ رہی تھیں انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ یہودیہ کو دور کرے (کہ اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ گر گئے ہیں) رسول اللہ ﷺ اٹھے اور صفیہ رضی اللہ عنہا پر پردہ کر دیا۔

حدیث کے راوی ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ گر گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! آپ گر گئے تھے۔ (۷۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو جب حبالۂ عقد میں لیا تو ان کے پاس تین دن گزارے، صفیہ رضی اللہ عنہا شوہر دیدہ خاتون تھیں (کنواری نہ تھیں)۔ (۷۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد فرما دیا اور انہیں شرفِ زوجیت بخشا، ان کی آزادی ہی ان کا مہر تھی۔ (۷۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجوروں

اور ستو سے کیا۔(۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میری خدمت کے لئے کوئی لڑکا تلاش کرو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر روانہ ہوئے، جہاں نبی اکرم ﷺ پڑاؤ کرتے میں آپ کی خدمت کرتا تھا، میں آپ سے اکثر یہ دعا سنا کرتا تھا:

اللهم انی اعوذ بك من الهم و الحزن و العجز و الكسل و الجبن و البخل و ضلع الدين و غلبة الرجال

اے اللہ! میں پریشانی، غم، بے بسی، سستی، بزدلی، بخل، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

میں برابر آپ کا خدمت گار رہا یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس روانہ ہوئے، حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں، میں دیکھتا تھا آپ اپنے پیچھے کسی چادر یا عباء سے پردہ کرتے پھر انہیں اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے، یہاں تک کہ جب ہم مقام صہباء میں پہنچے چمڑے کے دسترخوان پر حیس (کھجور، پنیر یا ستو اور گھی ملا کر بنایا ہوا مالیدہ) بنایا گیا، پھر آپ نے مجھے بھیجا میں لوگوں کو بلا لایا، انہوں نے کھایا، یہ آپ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

پھر آپ روانہ ہوئے جب اُحد پہاڑ نظر آیا آپ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر جب مدینہ طیبہ نظر آیا آپ نے فرمایا: اے اللہ! میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ! اس شہر کے صاع اور مد (ماپ کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما۔(۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے خیبر اور مدینہ طیبہ کے درمیان تین دن قیام فرمایا، آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت فرمائی، میں نے لوگوں کو آپ کے ولیمے کے لئے بلایا، اس میں روٹی اور گوشت نہ تھا، آپ نے ہمیں چمڑے کا دسترخوان بچھانے کا حکم فرمایا، اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی ڈال دیا گیا، یہی آپ کا ولیمہ تھا، مسلمانوں نے آپس میں کہا: صفیہ (رضی اللہ عنہا) امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آپ کی باندی رہیں گی، پھر کہا: اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو یہ آپ کی باندی ہوں گی، پھر جب آپ نے کوچ فرمایا، انہیں اپنے پیچھے سوار کیا اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لگا دیا۔(۷۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر سے واپس آرہے تھے، میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

کے ساتھ تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ہم رکاب تھیں، آپ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی، رسول اللہ ﷺ اور صفیہ رضی اللہ عنہا گر پڑے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فوراً آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا: نہیں، خاتون کی خبر لو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئے اور وہ کپڑا ان پر ڈال دیا، اوران کی سواری کو دوبارہ درست کیا، پھر ہم سوار ہو گئے، اور ہم میں کسی نے دائیں جانب اور کسی نے بائیں جانب سے آپ کو اپنے گھیرے میں لے لیا، جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب یا حرہ پر پہنچے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

آپ برابر یہ کلمات کہتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے۔ (۸۰)

جبلِ اُحد کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے، جب اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر جب مدینہ منورہ کی طرف نظر کی تو فرمایا: اے اللہ! میں اس کے دو سنگستانوں کے درمیانی علاقے کو حرم قرار دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ (۸۱)

حضرت سوید الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں غزوۂ خیبر سے واپس آئے، جب جبلِ اُحد آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (۸۲)

خیبر سے لائے ہوئے دو غلام

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو غلام بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں خادم عطا فرمائیں، آپ نے فرمایا: ان دو میں سے جسے چاہو لے لو، انہوں نے گزارش کی: آپ ہی میرے لئے منتخب فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے لے لو، اسے مارنا نہیں، میں نے خیبر سے واپسی کے سفر میں اسے

نماز پڑھتے دیکھا ہے، اور مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے، اور دوسرا غلام ابوذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا (کچھ عرصے کے بعد) نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: غلام کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے اس سے نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا تھا سو میں نے اسے آزاد کر دیا۔ (۸۳)

حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح فرمالیا تو حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مکہ میں میرا مال اسباب اور اہل خانہ ہیں، میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں (تاکہ اپنا مال لے آؤں) کیا آپ مجھے اجازت مرحمت فرماتے ہیں کہ میں آپ کے بارے میں یوں ہی کوئی (نامناسب) بات کہہ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی کہ جو چاہیں کہیں۔

چناں چہ وہ مکہ پہنچے اور اپنی بیوی سے کہا: تمہارے پاس جو کچھ ہے جمع کر کے مجھے دے دو، کیوں کہ میں محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں سے حاصل شدہ مالِ غنیمت خریدنا چاہتا ہوں، وہ (خیبر میں) قتل کئے گئے ہیں اور ان کا مال و متاع چھین لیا گیا ہے، یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی (مکہ میں موجود) مسلمان گھروں میں بیٹھ گئے اور مشرکوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، جب یہ خبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ملی تو وہ گر گئے اور ان میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی، پھر انہوں نے اپنے بیٹے قثم کو چت لٹا کر اپنے سینے سے لگالیا اور یہ کہنے لگے:

حی قثم حی قثم، شبیہ ذی الانف الاشم

بنی ذی النعم، یرغم من رغم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ذریعہ حجاج کو یہ کہلا بھیجا: تیرا ستیاناس ہو کیسی خبر لائے ہو اور کیا کہہ رہے ہو؟ اللہ کا وعدہ تمہاری اس خبر سے بہتر ہے، حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے ان کے غلام سے کہا: ابوالفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے کسی گھر میں میرے لئے تخلیہ کا موقع فراہم کریں، کیوں کہ خبر ایسی ہے جو انہیں خوش کر دے گی، غلام واپس آیا، گھر کے دروازے پر پہنچ کر اس نے کہا: ابوالفضل! آپ کو خوش خبری ہو، حضرت عباس رضی اللہ عنہ خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوئے اور غلام کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، غلام نے انہیں حجاج رضی اللہ عنہ کا پیغام سنایا، عباس رضی اللہ عنہ نے (اس خوشی میں) اسے آزاد کر دیا۔

پھر حجاج رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو

فتح کرلیا ہے، یہودیوں کے اموال کو مالِ غنیمت بنا چکے ہیں اور ان کے اموال میں اللہ تعالیٰ کے حصہ (خُمس) کا اجرا ہو چکا ہے، رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو اپنے لئے منتخب فرما کر اسے اختیار دیا کہ رسول اللہ ﷺ اسے آزاد فرما کر اپنی زوجیت میں لے لیں یا وہ اپنے اہل خانہ میں واپس چلی جائیں، صفیہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنی آزادی اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ بننے کو ترجیح دی ہے، لیکن میں یہاں پر موجود اپنے مال کے حصول اور اسے ساتھ لے جانے کی وجہ سے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی تھی کہ میں جو چاہوں کہوں، آپ میری یہ خبر تین دن تک مخفی رکھیں، اس کے بعد مناسب سمجھیں تو ذکر کردیں۔

حجاج رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے پاس موجود زیورات اور ساز وسامان جمع کر کے ان کے حوالے کردیا اور وہ اسے لے کر روانہ ہو گئے، تین دن گزرنے کے بعد عباس رضی اللہ عنہ حجاج کی بیوی کے پاس آئے اور پوچھا: تمہارے شوہر نے کیا کیا؟ اس نے بتایا وہ فلاں دن چلا گیا، اور کہنے لگی: ابو الفضل! اللہ آپ کو رسوا نہ کرے، آپ کی پریشانی سے ہمیں بہت دکھ ہوا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اللہ مجھے رسوا نہ فرمائے اور الحمد للہ وہی ہوا جو ہم چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے خیبر فتح فرمادیا اور اس (کے اموال) میں اللہ کے حصے جاری ہو چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو اپنے لئے منتخب فرمالیا ہے، اگر تمہیں اپنے شوہر کی ضرورت ہو تو اس کے پاس (مدینہ طیبہ) چلی جاؤ، وہ کہنے لگی: بہ خدا! میں آپ کو سچا سمجھتی ہوں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے سب سچ ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے چل کر قریش کی مجلسوں کے پاس آئے، وہ آپ کو گزرتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہے تھے ابو الفضل! تمہیں ہمیشہ خیر حاصل رہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ! مجھے خیر ہی حاصل ہوئی ہے، مجھے حجاج بن علاط نے بتایا کہ اللہ نے خیبر کو اپنے رسول (ﷺ) کے ہاتھوں فتح فرمادیا ہے، اس (کے مالِ غنیمت) میں اللہ کے (مقرر فرمودہ) حصے جاری ہو چکے، رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمالیا ہے، حجاج نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں تین روز تک اس خبر کو مخفی رکھوں، وہ تو صرف اپنا مال اور ساز وسامان لینے آیا تھا اور چلا گیا۔

اس طرح اللہ نے مسلمانوں کا غم واندوہ مشرکوں پر ڈال دیا، چناں چہ مسلمان اور گھروں میں پڑے ہوئے دکھ درد کے مارے تمام لوگ باہر آ گئے اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں پوری خبر سنائی، مسلمان بہت خوش ہوئے، اور اللہ نے وہ غم وغصہ مشرکوں پر لوٹا دیا۔ (۸۴)

غزوہ ذات الرقاع

صلوٰۃ الخوف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف (کی مشروعیت) سے قبل چھ غزوات فرمائے ، نماز خوف (ہجرت کے) ساتویں سال میں مشروع ہوئی۔(۸۵)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نخل میں غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر صلوٰۃ الخوف پڑھائی ، آپ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا، ایک گروہ نے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا، رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور آپ کے پیچھے صف بستہ لوگوں نے بھی تکبیر کہی ، آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا انہوں نے بھی سجدہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھایا انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سر اٹھایا، پھر رسول اللہ ﷺ کچھ دیر بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے خود ہی دوسرا سجدہ کیا اور کھڑے ہو کر الٹے قدم ایڑیوں کے بل چلتے ہوئے پیچھے جا کھڑے ہوئے ، اب دوسرا گروہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہوا، انہوں نے تکبیر کہی اور خود ہی (الگ سے) رکوع کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا اور انہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ تو دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے خود ہی دوسرا سجدہ کیا، اس کے بعد دونوں گروہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے ، رسول اللہ نے ان کے ساتھ رکوع کیا سب نے ایک ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا، سب نے ایک ساتھ سجدہ کیا، پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سر اٹھایا، رسول اللہ ﷺ نے تمام ارکان تیزی سے ادا فرمائے اور انہیں مختصر کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ، پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے ، اس طرح تمام لوگ نماز میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہو گئے۔(۸۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نخل (غطفان کے علاقے میں نجد کا ایک مقام) میں تھے آپ نے اپنے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی ، مشرکوں نے حملے کا ارادہ کیا، پھر انہوں نے کہا: انہیں ابھی چھوڑ دو، اس کے بعد ان کی ایسی نماز ہے جو انہیں اپنے بیٹوں سے بھی محبوب تر ہے (اس نماز کی ادائیگی کے وقت ان پر حملہ کریں گے) جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو مشرکوں کے ارادہ سے باخبر کیا، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی دو صفیں بنائیں اور رسول

اللہ ﷺ ان کے آگے تھے، سب نے تکبیر کہی، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسرے صف والے کھڑے رہے، جب سجدہ کرنے والوں نے سر اٹھایا تو دوسری صف والوں نے سجدہ کیا، پھر جب وہ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو پہلی صف والے پیچھے ہٹ گئے اور دوسری صف والے اگلی صف میں آ گئے، سب نے رکوع کیا، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد نبی اکرم ﷺ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسرے صف والے کھڑے رہے، جب پہلی صف والوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دوسری صف والوں نے سجدہ کیا۔ (۸۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف ادا کی، دشمن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے قبلے کے درمیان تھے، ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں، آپ نے تکبیر کہی، ہم سب نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی آپ نے رکوع کیا ہم سب نے آپ کے ساتھ رکوع کیا، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، جب آپ سجدہ کر کے کھڑے ہوئے اور پہلی صف والے آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے تو پچھلی صف والے سجدوں میں چلے گئے، پھر پچھلی صف والے آگے بڑھے اور پہلے صف والے پیچھے ہٹ آئے، پھر ہم سب نے آپ کے ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا تو پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، پھر جب پہلی صف والے سجدے کے بعد قعدے میں بیٹھے تو پچھلی صف والے سجود میں چلے گئے، پھر آپ نے سلام پھیرا اور ہم سب نے سلام پھیرا۔ (۸۸)

حضرت صالح بن خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ اس صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی، انہوں نے بیان کیا کہ لوگوں کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ صف باندھی اور صحابہ کی دوسری جماعت دشمن کے سامنے موجود رہی، انہوں نے آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، رسول اللہ ﷺ حالت قیام میں رہے، صحابہ کی وہ جماعت پہلی رکعت مکمل کر کے دشمن کے سامنے چلی گئی، دوسری جماعت آئی اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کی باقی ماندہ دوسری رکعت ادا کی، آپ ﷺ قعدہ کی حالت میں رہے، یہاں تک کہ دوسری جماعت نے اپنی نماز پوری کر لی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ (۸۹)

مخمل بن دماث اور ثعلبہ بن زہدم الیر بوعی روایت کرتے ہیں کہ ہم نے سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان کی ایک جنگ میں شرکت کی، انہوں نے لوگوں سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں کوئی شریک ہوا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شریک ہوا ہوں، آپ نے صحابہ کی ایک

جماعت کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہی، پھر یہ حضرات پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کی جگہ دشمن کے مقابل جا کھڑے ہوئے اور دوسری جماعت آگے آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیرا، رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں اور ہر جماعت کی ایک ایک رکعت ہوئی۔(۹۰)

غورث بن الحارث کا واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، (دستور یہ تھا کہ) جب ہم کسی سایہ دار درخت پر پہنچتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے (آپ ﷺ ایسے ہی درخت کے سایہ میں آرام فرماتے تھے کہ) ایک مشرک آیا، رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت سے لٹکی تھی اس نے آپ کی تلوار لے کر اسے سونت لیا اور رسول اللہ ﷺ سے بولا: کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو، آپ نے فرمایا: نہیں، تب اس نے کہا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ عزوجل تجھ سے بچائے گا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں ڈال کر اسے لٹکا دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام نخل میں محارب بن خصفہ سے جنگ کی، مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غورث بن الحارث نام کا مشرک تلوار سونت کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور کہا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ، تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ غورث بولا: آپ اچھے گرفت میں لینے والے ہو (مجھ پر احسان کریں)، آپ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: نہیں، لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ آپ سے لڑائی کرنے والوں کا ساتھ دوں گا، آپ نے اسے جانے دیا، اس نے اپنی قوم کے پاس جا کر کہا کہ میں تمہارے یہاں سب سے اچھے انسان کے پاس سے آرہا ہوں۔

پھر جب ظہر یا عصر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی، صحابہ کے دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ دشمن کے مقابل رہا، دوسرے گروہ نے آپ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی، پھر یہ لوگ ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جو دشمن کے مقابل کھڑے تھے اور دوسری جماعت نے آکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اس طرح صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں۔(۹۱)

عدیم النظیر پہرہ داری

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ

کے ساتھ روانہ ہوئے، وہاں مشرکوں کی ایک عورت ماری گئی، جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس روانہ ہوئے، اس عورت کا شوہر آ گیا جو پہلے وہاں موجود نہ تھا، تو اس نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک اصحاب محمد ﷺ میں سے کسی کو (اپنی بیوی کے بدلے میں) قتل نہیں کر دے گا، وہ نبی اکرم ﷺ کے لشکر کے پیچھے چل پڑا، نبی ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا: آج رات ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟ ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! ہم یہ کام کریں گے، آپ نے فرمایا: تم گھاٹی کے دہانے پر پہرہ دو، نبی اکرم ﷺ لشکر کے ساتھ گھاٹی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے، جب یہ دو حضرات گھاٹی کے دہانے پر پہنچے تو انصاری صحابی نے مہاجر سے پوچھا: آپ کو پہرہ داری کے لئے رات کا کون سا حصہ پسند ہے پہلا یا آخری؟ تاکہ دوسرے حصے میں میں یہ ذمے داری نبھاؤں، اس نے کہا: تم رات کے پہلے حصے میں یہ ذمے داری نبھاؤ، چناں چہ مہاجر صحابی لیٹ کر سو گیا، اور انصاری صحابی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

اتنے میں وہ شخص (مقتولہ عورت کا شوہر) آ پہنچا، جب اس نے ایک آدمی کی پرچھائیں دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ لشکر کا دیدبان ہے، اس نے انصاری کو تیر مارا، تیر آ کر لگا تو انصاری صحابی نے اپنے جسم سے تیر نکال کر رکھ دیا اور خود برابر کھڑا نماز پڑھتا رہا، اس آدمی نے دوسرا تیر مارا، تیر آ کر لگا اور انصاری نے پھر اسی طرح کیا، تیر کھینچ کر نکالا اسے رکھا، پھر رکوع اور سجدہ کیا، پھر اپنے ساتھی کو جگایا اور کہا میرے اوپر حملہ ہوا ہے، وہ صحابی اچھل کر کھڑے ہوئے جب حملہ آور نے دو آدمیوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ ان لوگوں کو اس کا پتہ چل گیا ہے اور وہ بھاگ گیا۔

جب مہاجر صحابی نے انصاری صحابی پر خون دیکھ کر حیرت سے کہا: سبحان اللہ! تم نے مجھے کیوں نہ جگایا؟ انصاری نے کہا: میں ایک سورت پڑھ رہا تھا، میں نے اسے مکمل کیے بغیر نماز کو ختم کرنا پسند نہیں کیا، لیکن جب اس نے لگاتار تیر برسائے تو میں نے رکوع کر لیا اور تمہیں جگا دیا، اللہ کی قسم! اگر پہرہ داری ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا تو اس سورت کے ختم ہونے سے پہلے میں اپنی جان دے دیتا (لیکن اسے مکمل کئے بغیر نہ رہتا)۔ (۱۰۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر گیا، جب آپ واپس ہوئے، میرے ساتھی آگے نکلتے جا رہے تھے

اور میں پیچھے ہوتا جا رہا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جابر! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اس اونٹ نے مجھے پیچھے کر دیا ہے، آپ نے فرمایا: اسے بٹھاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری کو بٹھا دیا اور مجھ سے فرمایا: اپنے ہاتھ کی چھڑی مجھ کو دو یا فرمایا کہ درخت سے ایک چھڑی کاٹ لاؤ، میں نے ایسا ہی کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس چھڑی سے کئی مرتبہ اس اونٹ کو کونچا، پھر ارشاد فرمایا: اب سوار ہو جاؤ، میں سوار ہوا اونٹ چلا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ اونٹ اب رفتار میں آپ ﷺ کی ناقہ کا مقابلہ کر رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ مجھ سے باتیں کرتے جا رہے تھے، آپ نے فرمایا: جابر! کیا تم اپنا یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بل کہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: نہیں، بل کہ تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو، میں نے عرض کیا: آپ اس کی قیمت لگائیے، آپ نے فرمایا: میں نے اسے ایک درہم کے عوض لے لیا، میں نے عرض کیا: نہیں، اس میں تو یا رسول اللہ آپ مجھے گھاٹے میں ڈال رہے ہیں، آپ نے فرمایا: اچھا دو درہم میں، میں نے عرض کیا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی قیمت بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیے تک پہنچا دی، تب میں نے عرض کیا: میں راضی ہوں، آپ نے فرمایا: تم راضی ہو، میں نے کہا: جی ہاں، اب یہ اونٹ آپ کا ہوا، آپ نے فرمایا: میں نے اسے لے لیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: شوہر دیدہ یا کنواری سے؟ میں نے عرض کیا: شوہر دیدہ سے، آپ نے فرمایا: تو نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور اپنی سات بیٹیاں چھوڑ گئے، تو میں نے ایسی خاتون سے نکاح کر لیا جو ان کی کنگھی چوٹی کرتی ہے اور ان کی نگرانی رکھتی ہے، آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اب جو ہم لوگ مقام صرار پر پہنچیں گے تو ہم اونٹ ذبح کرنے کا کہیں گے اور وہ پورا دن وہاں ٹھہریں گے، جب وہ (تمہاری بیوی) ہمارے بارے میں سنے گی تو اپنے غالیچے جھاڑے گی (گھر کی صفائی ستھرائی کرے گی بستر وغیرہ مہیا کرے گی) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بہ خدا، ہمارے ہاں تو غالیچے نہیں ہیں، آپ نے فرمایا: عن قریب ہو جائیں گے، جب تم گھر پہنچو تو ہوشیاری سے کام لینا، چناں چہ جب ہم لوگ صرار پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، اونٹ ذبح کر دیا گیا، اور ہم نے وہ دن وہیں گزارا، پھر شام کو رسول اللہ ﷺ اور ہم مدینے میں داخل ہوئے، میں نے اپنی بیوی کو سارا قصہ سنایا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ بھی بتایا، اس نے کہا: تمہیں اطاعت و فرماں برداری سے

کام لینا چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صبح ہوئی، میں نے اونٹ کو پکڑا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جا بٹھایا، پھر میں مسجد میں آپ ﷺ کے قریب جا بیٹھا، رسول اللہ مسجد سے باہر نکلے، اونٹ دیکھ کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ اونٹ جابر لایا ہے، آپ نے فرمایا: جابر کہاں ہے؟ مجھے بلایا گیا، آپ نے فرمایا: بھتیجے! آؤ، اپنا اونٹ لے جاؤ، یہ تمہارا ہے، پھر بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: جابر کو لے جاؤ اور اسے ایک اوقیہ (سونا) دے دو، میں بلال کے ساتھ گیا، انہوں نے مجھے ایک اوقیہ اور اس سے کچھ زیادہ ہی دے دیا، اللہ کی قسم! یہ اوقیہ ہمارے ہاں برابر بڑھتا رہا اور ہمارے گھر میں موجود رہا، یہاں تک کہ وہ یوم حرہ میں لوگوں کے سامان کی لوٹ مار میں لوٹ لیا گیا۔ (۹۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں ایک سفر میں اپنے تھکے ماندے اونٹ پر چلا جا رہا تھا، میں نے سوچا اسے آزاد چھوڑ دوں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ نے اسے پیر مارا اور اس کے لئے دعا فرمائی، پھر تو وہ ایسا چلا کہ ایسا کبھی نہیں چلا تھا، آپ نے فرمایا: اسے ایک اوقیے میں میرے ہاتھ بیچ دو، میں نے اسے بیچنا مناسب نہ سمجھا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: یہ مجھے بیچ دو، تو میں نے اسے آپ کے ہاتھ بیچ دیا اور اپنے اہل خانہ تک اس پر سوار رہنے کی شرط لگالی، جب ہم واپس آ گئے میں اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: جب میں تم سے سودا کر رہا تھا تو تم سمجھ رہے تھے کہ میں تمہارا اونٹ لے لوں گا، اپنا اونٹ اور اس کی قیمت لے جاؤ، دونوں چیزیں تمہاری ہیں۔ (۹۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شرط پر مجھ سے میرا اونٹ خرید فرمایا کہ میں اس پر سوار ہو کر (اپنے گھر تک) جاؤں گا، پھر آپ نے مجھے اونٹ اور اس کی قیمت دونوں عطا فرما دیں۔ (۹۵)

عمرۃ القضاء، ذی قعدہ ۷ھ

صرف تین دن مکہ میں گزارنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے (حدیبیہ میں) اہل مکہ سے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ آپ (آئندہ سال جب عمرہ کرنے آئیں گے تو) صرف تین روز مکہ مکرمہ میں گزاریں گے۔ اور صحابہ کی تلواریں میانوں میں ہوں گی۔ (۹۶)

قوت کا مظاہرہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے کہا: محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو یثرب (مدینہ طیبہ) کے بخار نے کم زور کر دیا ہے، جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے سال تشریف لائے آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ طواف کرتے وقت تین چکروں میں رَمل کریں (کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز لپک کر چلیں) تاکہ مشرک ان کی قوت دیکھیں چناں چہ جب مسلمانوں نے رَمل کیا تو قریش نے کہا: انہیں بخار نے کم زور نہیں کیا۔(۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم عمرے کے لئے آئے انہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کم زور کر دیا تھا، مشرکوں نے کہا: تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جنہیں بخار نے کم زور کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات سے مطلع فرما دیا، سو آپ نے اپنے اصحاب کو رَمل کا حکم فرمایا، مشرک حطیم کی طرف بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے، صحابہ کرام نے رَمل کیا اور دو رکنوں (رکن یمانی اور رکن اسود) کے درمیان (معمول کے مطابق) چلے، مشرکوں نے (آپس میں) کہا: تم تو ان کے بارے یہ کہتے تھے کہ انہیں بخار نے کم زور کر دیا ہے لیکن یہ تو اچھے خاصے طاقت ور ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے بہ طور شفقت مسلمانوں کو تمام چکروں میں رَمل کرنے کا حکم نہیں دیا (صرف پہلے تین چکروں میں رَمل کا حکم فرمایا)۔(۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مکہ میں آئے، انہیں یثرب کے بخار نے کم زور کر دیا تھا، مشرکوں نے کہا: تمہارے ہاں ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے کم زور کر دیا اور انہیں وہاں کے نامناسب حالات کا سامنا ہے، مشرک حطیم کی طرف بیٹھ گئے، اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کی بات سے آگاہ فرما دیا، سو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو طواف کے تین چکروں میں رَمل کرنے کا حکم فرمایا تاکہ مشرک ان کی قوت کا نظارہ کریں اور دو رکنوں کے درمیان چلنے کا حکم فرمایا، وہاں سے مسلمان مشرکوں کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو از راہِ شفقت تمام چکروں میں رَمل کا حکم نہیں فرمایا، مشرکوں نے کہا: تمہارا تو یہ خیال تھا کہ انہیں بخار نے کم زور کر دیا ہے حال آں کہ یہ تو فلاں، فلاں سے زیادہ طاقت ور ہیں۔(۹۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے بعد عمرۃ القضاء میں مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کل تمہاری قوم کے لوگ تمہیں دیکھیں گے وہ تمہیں مضبوط دیکھیں، پھر جب صحابہ کرام مسجد (حرام) میں داخل ہوئے، انہوں نے حجر اسود کا استلام کیا، پھر رَمل کیا (کندھے ہلاتے ہوئے لپک لپک کر تیز تیز چلے) نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے، جب رکن یمانی پر پہنچے تو رُکن اسود تک اپنی عام چال سے چلے، آپ نے تین چکروں میں اسی طرح (رَمل) کیا اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے فرمائے۔(۱۰۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمرے کے لئے مرالظہر ان میں پڑاؤ فرمایا، صحابہ کرام کو معلوم ہوا کہ قریش ان کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ کم زوری کے باعث یہ لوگ صحیح طرح طواف بھی نہیں کرسکیں گے، صحابہ کرام نے کہا: اگر ہم اپنے اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت کھا لیں اور شوربہ پی لیں تو صبح جب ہم لوگوں کے سامنے مکہ میں داخل ہوں تو ہم تازہ دم ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ تمہارے پاس زادِراہ کے طور پر جو کچھ ہے اسے جمع کرلو، صحابہ کرام نے زادِراہ جمع کرلیا اور چمڑے کے دسترخوان بچھادیے، سب نے مل کر کھایا اور سیر ہو کر اپنے اپنے تھیلے بھر کر چلے گئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے مسجد حرام میں داخل ہوئے، قریش حطیم کی طرف بیٹھے تھے، آپ نے اپنی چادر سے اصطباغ کیا (اپنی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈال لیا) اور فرمایا: لوگ تم میں کم زوری نہ دیکھیں، پھر آپ نے حجر اسود کا استلام کیا اور طواف شروع کیا، جب رکن یمانی پر پہنچ کر (لوگوں سے) اوجھل ہوئے تو رکن اسود تک عام رفتار سے چلے، قریش کے لوگوں نے (یہ دیکھ کر) کہا: یہ تو عام رفتار سے چل ہی نہیں رہے ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھر رہے ہیں، آپ ﷺ نے تین چکروں میں اسی طرح (رَمل) کیا، سو یہ سنت ہے، نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بھی اس طرح (پہلے تین چکروں میں) رمل فرمایا تھا۔(۱۰۱)

صحابہ کرام حضور ﷺ کی حفاظت کرتے رہے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرے کے لئے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے، آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا، ہم نے بھی طواف کیا، آپ نے نماز پڑھی ہم نے بھی نماز پڑھی، اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، ہم نے مشرکوں کی ایذا رسانی سے آپ کو بچانے کے لئے آپ کو اپنی حفاظت میں لئے رکھا۔(۱۰۲)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا، میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا (کہ وہ جیسے مناسب سمجھیں کریں) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح نبی ﷺ سے کر دیا۔ (۱۰۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ (۱۰۴)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما احرام کی حالت میں کسی شخص کے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے سرف نامی چشمے پر حالت احرام میں میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا، اور مناسک کی تکمیل کے بعد آپ نے اسی مقامِ سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شبِ عروسی بسر فرمائی تھی۔ (۱۰۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اور مناسک کی تکمیل کے بعد احرام سے باہر آنے کے بعد مقام سرف میں ان کے ساتھ شبِ عروسی بسر فرمائی، اور سرف ہی میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ (۱۰۶)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے غیر مُحرم ہونے کی حالت میں نکاح کیا اور غیر محرم ہونے کی حالت میں شب عروسی بسر فرمائی۔ یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی سرف نامی جگہ میں وفات ہوئی، اور انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ تخلیہ فرمایا تھا، میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی قبر میں اترے تھے۔ (۱۰۷)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری مکہ مکرمہ سے واپسی پر احرام سے نکلنے کے بعد مجھ سے مقامِ سرف میں نکاح فرمایا تھا۔ (۱۰۸)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر محرم ہونے کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور غیر محرم ہونے ہی کی حالت میں شب عروسی بسر فرمائی، میں دونوں کے درمیان پیغام رساں تھا۔ (۱۰۹)

شہر سے چلے جانے کا مطالبہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرۃ القضاء کے لئے

مکہ مکرمہ میں آئے اور معاہدے کے مطابق (مکہ میں تین دن اقامت کی) مدت پوری ہوگئی، اہل مکہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا: اپنے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) سے کہیں کہ شہر سے چلے جائیں کیوں کہ مدت پوری ہوچکی ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکل گئے۔(۱۱۰)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم (عمرے کی ادائیگی کے بعد) مکہ سے نکلے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا، چچا پکارتے ہوئے ہمارے پیچھے آئی، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کردیا اور کہا: اپنی چچازاد بہن کو سنبھالو، جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو اس لڑکی کے بارے میں میرا، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم میں تنازعہ ہوا (کہ بچی کس کی کفالت میں رہے گی) جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری چچازاد ہے اور اس کی خالہ یعنی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا میرے عقد میں ہے (لہٰذا اس کی پرورش میرا حق ہے) زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔(رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ اور زید رضی اللہ عنہما میں مؤاخات قائم فرمائی تھی) میں نے کہا: اسے میں لایا ہوں اور یہ میری چچازاد ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعفر! تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو، علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، اور زید! تم ہمارے بھائی اور دوست ہو، لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے گی کیوں کہ خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی کی بیٹی ہے۔(۱۱۱)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، انہوں نے نجاشی کی طرف (حبشہ میں) ہجرت کی، وہاں ان کا انتقال ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ فرمایا، اس وقت وہ حبشہ میں تھیں، نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کردیا اور چار ہزار درہم بطور مہر کے دیے، پھر ان کی تیاری کرائی اور انہیں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کردیا، پوری تیاری نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کرائی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف کچھ نہیں بھیجا، اور نبی کریم ﷺ کی (دیگر) ازواج مطہرات کا مہر چار سو درہم تھا۔(۱۱۲)

جنگ موتہ

لشکر کے ساتھ روانگی کا اجر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موتہ کی طرف ایک لشکر بھیجا، اور زید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور فرمایا: اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو ابن رواحہ سالار لشکر ہوں گے، حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ جمعہ میں شریک ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: تمہیں (لشکر کے ساتھ روانگی سے) کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا: تاکہ آپ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرلوں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: راہِ خدا کی ایک صبح یا شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(۱۱۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریئے میں بھیجا، یہ جمعہ کا دن تھا، ان کے ساتھی روانہ ہو گئے، انہوں نے سوچا میں پیچھے رہ جاتا ہوں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر لشکر سے جاملوں گا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: تم صبح کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے، انہوں نے عرض کیا: میں نے سوچا آپ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر ان سے جاملوں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم زمین کے تمام خزانے خرچ کردو تم ان کی صبح (کے اجر) کو نہیں پاسکتے۔(۱۱۴)

یکے بعد دیگرے تینوں سالارانِ لشکر کی شہادت کی خبر

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا اور فرمایا: اگر زید شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر جعفر ہوں گے اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر عبد اللہ بن رواحہ ہوں گے، ان لوگوں کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی، زید رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا، وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، تو جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا، اور اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی، نبی کریم ﷺ کو ان کی خبر ملی، آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: تمہارے بھائیوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا، زید نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، پھر جعفر بن ابی طالب نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے، پھر

عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے علم لیا اور اللہ نے اسے فتح عطا فرمائی۔

پھر آپ رکے رہے اور تین روز تک جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کے پاس تشریف نہ لائے، پھر ان کے ہاں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر گریہ نہ کرنا، میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ، ہمیں آپ کے پاس لایا گیا ہم چوزوں کی طرح (ننھے منے سے) تھے، آپ نے فرمایا: حجام کو بلاؤ، حجام کو لایا گیا اس نے ہمارے سر مونڈ دیے، پھر آپ نے فرمایا: (جعفر رضی اللہ عنہ کا بیٹا) محمد ہمارے چچا ابو طالب کا ہم شکل ہے، (دوسرا بیٹا) عبداللہ سیرت و صورت میں میرے مشابہ ہے، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا اور تین مرتبہ دعا کی کہ اے اللہ! جعفر کے اہل خانہ کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور عبداللہ کے ہاتھ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہماری والدہ ہمیں لائیں اور ہماری یتیمی اور اپنے دکھ کا اظہار کرنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے خاندان پر فقر و فاقے سے خوف زدہ ہو، میں دنیا اور آخرت میں ان کا سرپرست ہوں۔(۱۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: زید نے علم لیا وہ شہید ہو گیا پھر جعفر نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہو گیا پھر عبداللہ ابن رواحہ نے علم لیا وہ بھی شہید ہو گیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر بغیر سالاری کے خالد نے پرچم لیا اور اللہ نے اسے فتح عطا فرما دی، اور مجھے اس پر خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یا فرمایا: انہیں اس بات پر خوشی نہ تھی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔(۱۱۶)

رسول اللہ ﷺ کے شہ سوار حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش امرا کو روانہ کیا اور فرمایا: تمہارے امیر زید بن حارثہ ہیں، اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے، جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ ابن رواحہ انصاری امیر ہوں گے، جعفر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میرا یہ خیال نہیں تھا کہ آپ زید کو مجھ پر امیر مقرر فرمائیں گے، نبی ﷺ نے فرمایا: جاؤ، تم نہیں جانتے کہ کس بات میں خیر ہے۔

سو لشکر روانہ ہو گیا، کچھ عرصہ گزرا، پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور ''الصلاۃ جامعۃ'' کی منادی کرنے کا حکم دیا (لوگ جمع ہو گئے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک افسوس ناک خبر ہے، کیا میں تمہیں مجاہدین کے اس لشکر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ لوگ روانہ ہو کر دشمن کے مقابل ہوئے تو زید شہید ہو گئے

اس کے لئے بخشش کی دعا کرو، لوگوں نے زید رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعا کی، پھر علم جعفر بن ابی طالب نے لیا اور دشمن پر سخت حملہ کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا، میں اس کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں، اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو، پھر علم عبداللہ بن رواحہ نے لیا اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کر کے شہید ہو گیا، اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو، پھر علم خالد بن ولید نے لے لیا، وہ (مقرر کردہ) امرا میں سے نہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں بلند فرما کر دعا کی: اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما، اسی دن سے خالد رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ پڑ گیا، پھر (اس لشکر کی واپسی پر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کے استقبال اور ان کی مدد کے لئے نکلو، کوئی شخص پیچھے نہ رہے، چناں چہ شدید گرمی میں سب لوگ پیدل اور سوار ہو کر روانہ ہوئے۔(۱۱۷)

آل جعفر رضی اللہ عنہ کا گریہ

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شہید ہوئے رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں اس وقت چالیس کھالوں کی دباغت کر چکی تھی، آٹا گوندھ چکی تھی اور اپنے بیٹوں کو نہلا کر تیل لگا کر صاف ستھرا کر چکی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، میں انہیں آپ کے پاس لائی، آپ نے ان کو سونگھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ رو کیوں رہے ہیں؟ کیا آپ کو جعفر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر ملی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، وہ آج مارے گئے ہیں، میں کھڑی ہو کر رونے چیخنے لگی اور میرے پاس عورتیں جمع ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ اپنے اہل خانہ کی طرف چلے گئے، اور آپ نے (گھر والوں سے) فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا بنانے میں غفلت نہ کرنا وہ سب جعفر کے صدمے میں پڑے ہوئے ہیں۔(۱۱۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب جعفر بن ابی طالب، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی موت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر حزن وملال کے آثار نظر آئے، میں دروازے کی درز سے دیکھ رہی تھی، اتنے میں ایک شخص نے آ کر کہا: یارسول اللہ! جعفر کے گھر کی عورتیں گریہ وزاری کر رہی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا انہیں منع کرو، وہ صاحب گئے پھر واپس آ کر کہا: میں نے انہیں منع کیا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی، پھر تیسری مرتبہ اس صاحب کے واپس آ کر یہی الفاظ دہرانے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے مونہوں میں مٹی جھونک دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان

کرتی ہیں کہ میں نے دل میں کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کا حکم پورا کرتا ہے نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی جان چھوڑتا ہے۔(۱۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر حزن وملال کے آثار دیکھے، ایک صاحب نے آپ کے پاس آکر کہا: یارسول اللہ! عورتیں (گریہ وزاری کرنے میں) ہم پر غالب آگئی ہیں اور انہوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال دیا ہے، آپ نے فرمایا: واپس جاؤ اور انہیں خاموش کرو، وہ صاحب گئے پھر واپس آکر وہی الفاظ دہرائے، بسا اوقات تکلف نے تکلف کرنے والوں کو نقصان پہنچایا ہے، آپ نے فرمایا: جاؤ انہیں خاموش کرو اور اگر وہ انکار کریں تو ان کے مونہوں میں مٹی جھونک دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: تجھے اللہ دُور کرے، بہ خدا تو نے اپنی طبیعت پر قابو نہ پایا (بار بار آکر اپنے الفاظ دہراتا رہا) اور نہ تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر سکا، میں سمجھ گئی کہ یہ ان عورتوں کے مونہوں میں مٹی جھونکنے پر بھی قادر نہ ہوسکیں گے۔(۱۲۰)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لئے کھانا بنانے کا حکم

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب (میرے والد) جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آل جعفر کے لئے کھانا بناؤ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں (حزن وملال میں) مشغول کر دیا ہے۔(۱۲۱)

تین دن کے بعد سوگ نہیں

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے روز نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد سوگ نہ منانا۔(۱۲۲)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تین دن سوگ کے کپڑے پہننا پھر جو چاہو کرنا۔(۱۲۳)

جنگ موتہ میں شریک ایک حمیری مجاہد کا واقعہ

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان مسلمانوں میں شامل تھا جو شام کی طرف جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، ہمارے ساتھ یمن کے

قبیلہ حمیر کا ایک شخص آ کر شامل ہوا جس کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا، اس دوران ایک مسلمان نے اونٹ ذبح کیا، وہ شخص برابر تاک میں رہا یہاں تک کہ اس نے اونٹ کے چمڑے سے ڈھال کے برابر کھال حاصل کی اور اسے زمین پر بچھا کر سکھایا، جب وہ خشک ہوگئی تو اس کے لئے ڈھال جیسی بن گئی۔

پھر ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہوا جن میں رومی اور قضاعہ کے عرب شامل تھے، انہوں نے ہم سے سخت معرکہ آرائی کی، رومیوں میں ایک شخص سرخ وسفید رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین سونے کی تھی اور پٹکا بھی مخلوط سونے کا تھا، تلوار بھی اسی طرح تھی، وہ مسلمانوں پر سخت حملے کر رہا تھا، وہ حمیری شخص ایک پتھر کے پیچھے اس شخص کی تاک میں بیٹھا تھا، جیسے ہی وہ رومی اس کے پاس سے گزرا، اس شخص نے پیچھے سے نکل کر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، رومی گر پڑا اور اس شخص نے تلوار کے بھر پور وار سے اس کو قتل کر دیا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی اس آدمی نے رومی مقتول کا سامان طلب کیا، لوگوں نے بھی گواہی دی کہ اس رومی کو اسی نے قتل کیا ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مقتول رومی کا کچھ سامان اسے دیا اور باقی روک لیا (اسے مقتول کا پورا ساز و سامان نہ دیا اسے بہت زیادہ سمجھا) جب اس شخص نے عوف رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے پر واپس آ کر انہیں واقعہ سنایا تو حضرت عوف نے اس سے کہا: خالد کے پاس واپس جاؤ وہ تمہیں باقی ماندہ سامان بھی دے گا، وہ شخص خالد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس کے بعد عوف رضی اللہ عنہ خود خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مقتول کا سامان قاتل کو ملے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں معلوم ہے، عوف رضی اللہ عنہ بولے: پھر آپ نے اسے مقتول رومی کا پورا سامان کیوں نہیں دیا؟ خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے اسے بہت زیادہ سمجھا ہے، عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اسے مقتول کا پورا سامان دے دو ورنہ اگر میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی میں رسول اللہ کو یہ بات بتاؤں گا، خالد رضی اللہ عنہ نے پھر بھی اسے مقتول کا باقی سامان نہ دیا۔

جب یہ حضرات مدینہ طیبہ پہنچے تو عوف رضی اللہ عنہ نے اس حمیری کو نبی اکرم ﷺ کے پاس واقعہ عرض کرنے کو بھیجا، آپ نے خالد رضی اللہ عنہ کو بلایا، عوف رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے تھے اور فرمایا: خالد! تجھے کس چیز نے اس کو مقتول کا سامان دینے سے روکا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اسے بہت زیادہ سمجھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے سامان دے دو، خالد رضی اللہ عنہ عوف کے پاس سے گزرے تو عوف رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کی چادر کھینچی اور کہا: وہی ہوا جو میں نے رسول اللہ ﷺ

کے حکم کے متعلق تجھ سے کہا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے عوف رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن لی، آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: اسے مت دو، کیا تم میری خاطر میرے امرا کو نہیں چھوڑ سکتے، تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اونٹ اور بکریاں خریدیں پھر پانی پینے کے وقت انہیں حوض پر لایا تو انہوں نے پانی پینا شروع کر دیا تو صاف پانی پی لیا اور گدلا پانی چھوڑ دیا، تو صاف اور عمدہ چیزیں تمہارے لئے ہیں اور گھٹیا چیزیں امرا کے لئے ہیں؟۔(۱۲۴)

گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ کے مقابلے اور انعام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا جو گھوڑے گھڑ دوڑ کے لئے تیار کئے گئے تھے، انہیں حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑوایا، اور جو گھوڑے مقابلے کے لئے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ کا مقابلہ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک کروایا، میں بھی اس روز گھوڑے کا سوار تھا میں مقابلہ جیت گیا، مجھے گھوڑے نے اپنی سبک رفتاری سے مسجد بنو زریق تک پہنچا دیا۔(۱۲۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا اور سبقت لے جانے والے کو انعام عطا فرمایا۔(۱۲۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (رسول اللہ ﷺ کی) عضباء اونٹنی (دوڑ کے مقابلے میں کبھی) پیچھے نہیں رہتی تھی، ایک مرتبہ ایک بدوی اپنے جوان اونٹ پر آیا، عضباء سے دوڑ کا مقابلہ کیا اور اس سے آگے نکل گیا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر یہ بات گراں گزری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل پر حق ہے وہ اس دنیا میں جس چیز کو رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے اسے پست بھی فرماتا ہے۔(۱۲۷)

سرکاری چراگاہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے (مقام) نقیع کو گھوڑوں کی چراگاہ قرار دیا۔ حدیث کے ایک راوی حماد کہتے ہیں میں نے اس حدیث کے راوی (اپنے شیخ) عبد اللہ سے پوچھا: حضور ﷺ نے اسے اپنے گھوڑوں کے لئے چراگاہ بنایا تھا، انہوں نے جواب دیا: نہیں، مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے۔(۱۲۸)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت

زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اسے تین یا پانچ، طاق مرتبہ غسل دو، پانچویں مرتبہ میں کافور یا قدرے کافور لگا دینا، جب تم انہیں غسل دے چکو تو مجھے خبر کرنا، ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند عطا فرمایا اور فرمایا اسے (کفن سے پہلے) اس میں لپیٹ دو۔

دوسری روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحب زادی کے غسل کے وقت ان سے فرمایا: دائیں طرف سے اور وضو کے مقامات سے غسل کی ابتدا کرنا، اور ہم نے نبی ﷺ کی صاحب زادی کے سر کے بالوں کے تین حصے کئے، بالوں کی دو حصے ان کے سر کے پیچھے اور ایک حصہ ان کی پیشانی پر رکھ دیا۔(۱۲۹)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم آپ کی صاحب زادی کو غسل دے رہی تھیں، آپ نے فرمایا: اسے تین، پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دینا، اگر مناسب سمجھو تو پانی میں بیری کے پتے ڈال لینا، آخر میں کافور لگا دینا اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا، جب ہم فارغ ہو چکیں ہم نے آپ کو اطلاع دی، آپ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: (کفن دینے سے پہلے) اسے اس میں لپیٹ دو، آپ نے اپنی صاحب زادی کو تین، پانچ یا سات، طاق مرتبہ غسل دینے کا فرمایا، اور ہم نے آپ کی صاحب زادی کے بالوں کے تین حصے کر دیے۔(۱۳۰)

فتح مکہ، رمضان ۸ ہجری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رمضان میں دو غزوے کئے، غزوۂ بدر اور غزوۂ فتح، ہم نے دونوں میں (دورانِ سفر) روزے نہیں رکھے۔(۱۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال دس رمضان کو روانہ ہوئے، جب آپ مر الظہر ان میں پہنچے آپ نے روزہ توڑ دیا۔(۱۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر شروع فرمایا، آپ روزہ رکھتے رہے، جب عسفان میں پہنچے تو آپ نے پانی منگوا کر دن میں نوش فرمایا تاکہ لوگ دیکھ لیں، پھر آپ نے مکہ میں داخل ہونے تک روزہ نہیں رکھا، مکہ رمضان ہی میں فتح ہوا، رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر روزہ رکھا اور نہیں رکھا، اب (دورانِ سفر) جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔(۱۳۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ مکہ کے لئے رمضان میں کوچ فرمایا، رسول اللہ ﷺ قدید تک روزے رکھتے رہے، جب قدید میں پہنچے آپ نے دودھ کا پیالہ

منگوایا اسے نوش فرمایا، پھر آپ کے صحابہ کرام نے روزہ توڑ دیا، یہاں تک کہ یہ حضرات مکہ پہنچے۔(۱۳۴)

مجاہدین اسلام کی تعداد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان ۸ ھ میں دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے (مکہ کے لئے) روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان روزے رکھتے رہے، یہاں تک کہ آپ عسفان اور قدید کے درمیان مقام کدید میں پہنچے، آپ نے روزہ توڑ دیا، مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا، پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا۔(۱۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوئے، آپ نے ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف الغفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا، یہ رمضان کی دس تاریخ تھی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام نے روزہ رکھا، جب آپ عسفان اور امج کے درمیان کدید کے چشمے پر پہنچے، آپ نے روزہ توڑ دیا، پھر آپ روانہ ہوئے اور دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ آپ مرالظہر ان میں اترے۔(۱۳۶)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا اہل مکہ کو خط

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد کو بھیجا، ارشاد فرمایا تم ''روضۂ خاخ'' پہنچو وہاں تمہیں ایک ہودج نشین عورت ملے گی جس کے پاس خط ہوگا، اس سے خط لے آؤ، ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے روضۂ خاخ پہنچے، وہاں ہمیں ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا: خط نکالو، وہ بولی: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اسے کہا: خط نکالو ورنہ ہم تجھے برہنہ کردیں گے، (تیری مکمل تلاشی لیں گے) تو اس نے اپنے بالوں کی چوٹی سے ایک خط نکال دیا۔

ہم خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام تھا، جس میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے کسی معاملے (مکہ پر حملہ کی تیاری) کی خبر دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب! یہ کیا ہے؟

حاطب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میرے معاملے میں جلدی نہ فرمایئے، میں قریشی نہیں ہوں لیکن ان میں شامل ہوگیا ہوں، آپ کے ساتھ جتنے بھی مہاجرین ہیں ان کے وہاں رشتہ دار ہیں جو مکہ میں ان کے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہیں، میں نے چاہا میرا ان سے نسبی تعلق تو نہیں ہے، میں ان پر ایک احسان کردوں تاکہ اس کے بدلے میں وہ میرے عزیز واقارب کی حفاظت کریں، میں نے یہ کام کافریا

مرتد ہو کر نہیں کیا، نہ ہی میں نے یہ کام اسلام کے بعد کفر پر راضی ہوتے ہوئے کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے تمہیں سچ بتایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑادوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے اور تمہیں کیا خبر اللہ تعالیٰ نے بدر کے شرکا سے فرمایا ہے کہ تم جو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔(۱۳۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور ابو مرثد کو بھیجا، ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے اور فرمایا: تم ''روضۂ خاخ'' پہنچو وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کے نام خط ہے، وہ خط میرے پاس لاؤ، ہم اپنے گھوڑوں پر روانہ ہو کر وہاں پہنچے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک عورت کو اپنے اونٹ پر سفر کرتے ہوئے پایا، حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے (مکہ کی طرف) کوچ کے بارے میں خط لکھا تھا، ہم نے اسے کہا: تمہارے پاس خط کہاں ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے سامان کی تلاشی لی، ہمیں اس میں کچھ نہ ملا تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہمیں تو اس کے پاس کوئی خط نہیں ملا، میں نے کہا: میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے غلط بیانی نہیں فرمائی، پھر میں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: اگر تو نے خط نکال کر نہ دیا تو میں تجھے برہنہ کر دوں گا، تو وہ جھکی اور اپنی چادر کے کمر بند سے خط نکال دیا، ہم خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب! تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں (کفر نہیں اختیار کیا) لیکن میں نے چاہا مشرکوں پر احسان کروں جس کے سبب اللہ تعالیٰ میرے اہل وعیال اور مال کو ان سے محفوظ رکھے، آپ کے صحابہ میں سے ہر ایک کے وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ ان کے اہل وعیال اور مال کو محفوظ رکھتا ہے، آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، اس کے لئے خیر کے سوا کچھ نہ کہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن ماردوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ تمہیں کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا ہو کہ تم لوگ جو چاہو عمل کرو تمہارے لئے جنت ہے، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔(۱۳۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ خط تو نے لکھا ہے؟ وہ بولے:

جی ہاں، لیکن اللہ کی قسم یارسول اللہ میرے دل سے ایمان نہیں گیا (میں نے کفر نہیں اختیار کیا) لیکن حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین قریش میں سے ہر شخص کے (مکہ میں) عزیز واقارب ہیں جوان کے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہیں (وہاں میرا کوئی رشتہ دار نہیں جو میرے اہل وعیال کو تحفظ فراہم کرے) میں نے اس امید پر انہیں خط لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح میرے اہل وعیال کو تحفظ عطا فرمادے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے حاطب کے بارے میں اجازت مرحمت فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے قتل کردو گے؟ عرض کیا: جی ہاں، اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں، آپ نے فرمایا: تجھے کیا خبر کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا ہو: تمہارا جو جی چاہے عمل کرو۔(۱۳۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو خط لکھ کر انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے جنگ کا ارادہ فرمارہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کے متعلق بتایا جس کے پاس یہ خط تھا، اس عورت کی طرف صحابہ کو بھیجا گیا اور اس کے سر (کی چوٹی) سے وہ خط حاصل کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب! یہ کام تو نے کیا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: جی ہاں، لیکن میں نے یہ کام اللہ کے رسول کو دھوکہ دینے اور منافقت کی وجہ سے نہیں کیا، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اپنے حکم کو پورا کر کے رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ میں قریش میں اجنبی ہوں، میری والدہ کا تعلق قریش سے ہے، میں ان پر احسان کرنا چاہتا تھا (تا کہ وہ میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں) عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کیا میں اس کا سر نہ اڑادوں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اہل بدر میں سے ایک شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ تمہیں خبر نہیں اللہ عزوجل نے اہل بدر پر متوجہ ہو کر فرمایا: تم جو چاہے عمل کرو (میں نے تمہیں بخش دیا ہے)۔(۱۴۰)

دورانِ سفر روزہ اور افطار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان میں فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے، آپ روزے رکھتے رہے، یہاں تک کہ جب آپ کدید پہنچے، آپ نے روزہ توڑ دیا۔(۱۴۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر (دورانِ سفر) رسول اللہ ﷺ نے روزے رکھے، یہاں تک کہ جب مقام قدید میں آئے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، آپ نے روزہ توڑ دیا اور لوگوں کو بھی روزہ توڑنے کا حکم فرمایا۔(۱۴۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ سے مکہ کے ارادے

سے روانہ ہوئے، آپ روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ عسفان میں آئے، آپ نے برتن طلب فرمایا، اسے ہاتھ پر رکھا جب لوگوں نے اسے دیکھ لیا، آپ نے روزہ توڑ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے (دورانِ سفر) جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ (۱۴۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے دورانِ سفر رمضان کے روزے رکھے، مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ روزے رکھے، جب آپ کدید پہنچے آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا، آپ اونٹنی پر سوار تھے، آپ نے پانی نوش فرمالیا، لوگ دیکھ رہے تھے، آپ انہیں باخبر کررہے تھے کہ آپ نے روزہ توڑ دیا ہے، سو مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ (۱۴۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے، آپ نے عسفان تک روزے رکھے، پھر آپ نے پانی منگوا کر اسے ہاتھ سے اوپر کیا تا کہ لوگ دیکھ لیں اور روزہ توڑ دیا، یہاں تک کہ آپ مکہ پہنچے، (آپ نے پھر روزہ نہیں رکھا) یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے (دورانِ سفر) رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہے اور نہیں بھی رکھا، سو جو چاہے (سفر کی حالت میں) روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ (۱۴۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ رمضان میں مکے کی طرف روانہ ہوئے آپ روزے سے رہے، لیکن جب آپ راستے میں پانی کے ایک تالاب سے گزرے اور یہ گرمی کا وقت تھا، لوگ پیاس کی وجہ سے اپنی گردنیں بلند کرنے لگے اور شدت سے پانی کی طلب محسوس کرنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا، اسے اپنے ہاتھ پر رکھا، یہاں تک کہ سب نے اسے دیکھ لیا پھر آپ نے اسے نوش فرمالیا، اور لوگوں نے بھی پانی پی لیا۔ (۱۴۶)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مرالظہران پہنچے تو آپ نے ہمیں دشمن کا سامنا ہونے کی اطلاع دی اور ہمیں روزہ توڑنے کا حکم دیا، چناں چہ ہم سب نے روزہ توڑ دیا۔ (۱۴۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ کی جانب سفر کیا، ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو روزہ نہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوگا، یہ آپ کی طرف سے رخصت تھی، ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے چھوڑ دیا، پھر جب ہم نے دوسری منزل پر پڑاؤ

کیا تو آپ نے فرمایا: صبح تمہارا دشمن سے سامنا ہوگا روزہ نہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوگا سو تم روزہ ختم کردو، یہ لازمی حکم تھا، تو ہم نے روزہ توڑ دیا، بعد ازاں ہم نے خود کو سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱۴۸)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال رمضان کی دوراتیں گزرنے کے بعد ہمیں روانگی کی اطلاع دی، ہم روزہ رکھتے ہوئے روانہ ہوئے، جب ہم مقام کدید میں پہنچے، آپ نے ہمیں روزہ ختم کرنے کا حکم فرمایا، پھر بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا، یہاں تک کہ جب ہم دشمن کے قریب والے پڑاؤ پر پہنچے تو آپ نے ہمیں روزہ ختم کرنے کا حکم دیا تو ہم سب نے روزہ توڑ دیا۔(۱۴۹)

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: دشمن کے مقابلے کے لئے قوت حاصل کرو، اور رسول اللہ ﷺ روزے سے تھے، میں نے مقام عرج میں دیکھا رسول اللہ ﷺ پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے، آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کے روزے سے بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا ہے، پھر جب آپ مقام کدید میں پہنچے، آپ نے پیالہ منگوا کر پانی نوش فرمایا تو لوگوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔(۱۵۰)

والدہ ماجدہ کی قبر پر

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ فتح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ چند قبروں کی طرف تشریف لے گئے، قریبی قبر کے پاس پہنچ کر آپ بیٹھ گئے، ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے آپ کسی انسان سے باتیں کررہے ہیں، آپ رورہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، مجھے اجازت دی گئی، پھر میں نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت مانگی تو منع فرمادیا۔

میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا، قربانیوں کا گوشت تین دنوں کے بعد رکھنے سے، اب حسب خواہش (جب تک چاہو) اسے کھاؤ، تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا، اب جو چاہے قبروں کی زیارت کرے مجھے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے، جو چاہے دعا کرے۔ اور میں نے تمہیں دبا، حنتم اور مزفت (شراب سازی میں استعمال ہونے والے برتن) کے استعمال سے منع کیا تھا اور بعض برتنوں

کے استعمال کا حکم دیا تھا، برتن کسی چیز کو حلال اور حرام نہیں کرتے، تم ہر نشہ آور چیز سے بچو۔(۱۵۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا، جب ہم ودّان میں تھے، آپ نے فرمایا: تم میرے آنے تک اپنی جگہ پر رہو، پھر آپ تشریف لے گئے اور ہمارے پاس نڈھال تشریف لائے، ارشاد فرمایا: میں اپنی والدہ کی قبر پر آیا، میں نے اپنے رب سے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے منع فرما دیا۔ میں نے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا، اب جایا کرو، میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا، اب کھاؤ اور حسب خواہش رو کے رکھو، اور میں نے تمہیں (شراب کی تیاری میں استعمال ہونے والے) ان برتنوں میں پینے سے روکا تھا، اب ان میں حسب ضرورت پی سکتے ہو۔(۱۵۲)

سورۃ الفتح کی تلاوت

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کو دورانِ سفر اپنی سواری پر سورۃ الفتح پڑھتے ہوئے دیکھا۔(۱۵۳)

صبر سے کام لینے کی ترغیب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں چونسٹھ انصاری اور چھ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا اگر ہم نے کسی دن مشرکوں پر غلبہ پایا تو ہم ان سے بدلہ لے کر رہیں گے، جب مکہ فتح ہوا ایک غیر معروف آدمی نے کہا: آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے، تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا: فلاں، فلاں کے سوا ہر کالے اور گورے کو امن حاصل ہے، آپ نے چند مجرموں کا نام لیا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ط وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ O (۱۵۴)

اور اگر تم انہیں سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی، اور اگر تم صبر سے کام لو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لئے صبر بہت اچھا ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم صبر کریں گے، بدلہ نہیں لیں گے۔(۱۵۵)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے روز چونسٹھ انصاری اور حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت چھ مہاجر شہید ہوئے، مشرکوں نے مسلمان شہدا کی لاشوں کا مثلہ کیا، انصار نے کہا: اگر ہم نے

کبھی ان پر غلبہ پایا تو ان سے بھرپور بدلہ لیں گے، فتح مکہ کے دن ایک غیر معروف شخص نے پکار کر کہا: آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَ اِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَ لَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ۝

اور اگر تم انہیں سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی، اور اگر تم صبر سے کام لو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لئے صبر بہت اچھا ہے۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے قتل سے ہاتھ روک لو۔(۱۵۶)

شہر میں داخلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی علاقے کداء سے شہر میں داخل ہوئے، اور عمرۃ القضاء کے موقع پر کدی (زیریں علاقے) سے داخل ہوئے۔(۱۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ ثنیۃ الاذخر سے شہر میں داخل ہوئے۔(۱۵۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ میں داخلے کے وقت نبی اکرم ﷺ کے سر پر خود تھا۔(۱۵۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فتح کے روز مکے میں داخل ہوئے، آپ کے سرانور پر سیاہ عمامہ تھا۔(پہلے خود پہنا ہوا تھا پھر اسے اتار کر سیاہ عمامہ زیب سر فرمالیا)۔(۱۶۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکے میں دن کے وقت داخل ہوئے۔(۱۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مدینے سے) تشریف لائے، مکے میں داخل ہوئے، آپ نے زبیر اور خالد رضی اللہ عنہما کو لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر امیر مقرر فرما کر روانہ فرمایا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں پر امیر مقرر فرمایا جن کے پاس زرہیں اور خود نہ تھے وہ وادی کے نشیبی علاقے سے گزرے، رسول اللہ ﷺ اپنے فوجی دستے میں موجود تھے، قریش نے اپنے اوباشوں کو جمع کرلیا اور کہا انہیں آگے کر دیتے ہیں اگر انہیں کچھ (مال) ملا ہم اُن کے ساتھ ہوں گے، اور اگر پکڑ لیا گیا تو ہم سے جو مانگا جائے گا ہم دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر

ہوں، آپ نے فرمایا: انصار کو میرے پاس بلاؤ، میرے پاس انصار کے علاوہ کوئی نہ آئے، میں نے انصار کو بلایا وہ آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے، آپ نے فرمایا: تم قریش کے اوباشوں اور ان کے تابع لوگوں کو دیکھ رہے ہو، پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا: انہیں کاٹ دو اور مجھ سے کوہِ صفا پر ملو، ہم روانہ ہوئے ہم میں سے جو شخص قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا، اوران اوباشوں میں سے کوئی ہمارے ساتھ مقابلہ نہ کر سکا۔

ابوسفیان نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! قریش کی جماعت ختم ہو جائے گی، آج کے بعد قریش کا کوئی فرد باقی نہیں رہے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا وہ امن میں ہو گا، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ محفوظ رہے گا، لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا، آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے کمان کی نوک پکڑی اور طواف کے دوران کونے میں موجود اس بت کی طرف تشریف لائے جس کی مشرکین عبادت کرتے تھے، آپ نے اس کی آنکھ میں چوکا دیا اور یہ آیت پڑھی: حق آگیا اور باطل چلا گیا۔ پھر آپ کوہِ صفا پر چڑھے جہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگا، آپ نے ہاتھ اٹھائے اور جب تک اللہ نے چاہا آپ دعا اور ذکر میں مشغول رہے، انصار پہاڑ کے نیچے تھے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: آپ کو اپنے شہر کی محبت اور اپنے رشتہ داروں کی الفت نے گھیر لیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پر وحی آئی، وحی کی آمد ہم پر مخفی نہیں رہتی تھی، وحی کے اختتام تک کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، جب وحی اختتام کو پہنچی تو آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم نے کہا ہے اس شخص پر اپنے شہر اور اپنے قرابت داروں کی محبت غالب آگئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے یہ کہا ہے، آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، میرا جینا اور میرا مرنا تمہارے ساتھ ہو گا، انصار روتے ہوئے آپ سے عرض کرنے لگے: بہ خدا ہم نے یہ بات اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی محبت کے حرص میں کہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ (۱۶۲)

مکہ میں جائے قیام

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے موقع پر عرض کیا: کل ان

شاءاللہ(مکہ فتح ہونے پر) آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارا کوئی گھر چھوڑا ہے؟(جہاں ہم قیام کریں) پھر آپ نے فرمایا: کافر، مؤمن کا اور مؤمن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔(۱۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتح یابی کی صورت میں ہم ان شاءاللہ خیف میں قیام کریں گے، جہاں قریش نے باہم مل کر کفر پر (برقرار رہنے کی) قسمیں کھائی تھیں۔(۱۶۴)

فتح مکہ کی تاریخ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ تیرہ رمضان کو فتح ہوا۔(۱۶۵)

کعبہ کے اردگرد بت اور تصاویر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (حرم میں) داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے، آپ انہیں اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے چوکا دیتے اور یہ آیات تلاوت کرتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُO (۱۶۶)

حق آچکا، باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاO (۱۶۷)

حق آگیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل تھا ہی مٹنے کے لئے۔(۱۶۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ نے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مریم کی تصاویر ملاحظہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: حال آں کہ یہ لوگ سن چکے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، یہ ابراہیم (علیہ السلام) کی تصویر ہے ان کا کیا حال کر رکھا ہے کہ ان کے ہاتھ میں فال گیری کے تیر ہیں۔(۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے موقع پر) جب مکہ میں تشریف لائے تو بتوں کی موجودگی میں کعبے کے اندر داخل ہونے سے احتراز فرمایا، پھر آپ کے حکم سے بتوں کو نکال دیا گیا اور تصویروں کو مٹا دیا گیا، ان میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں بھی تھیں ان کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان (مشرکوں) پر اللہ کی مار ہو، اللہ کی قسم! ان کو علم ہے ابراہیم اور

اسماعیل (علیہما السلام) نے کبھی تیروں سے فال گیری نہیں کی، پھر آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، اس کے کونوں میں تکبیریں کہیں اور باہر آ گئے، کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ (۱۷۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے گھر میں تصویریں رکھنے سے منع فرمایا، فتح مکہ کے موقع پر جب آپ مقام بطحاء میں تھے، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کعبے میں جا کر اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں، اور آپ اس وقت تک بیت اللہ میں داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں موجود تمام تصاویر کو مٹا نہیں دیا گیا۔ (۱۷۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کعبے میں تصاویر تھیں، نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انہیں مٹانے کا حکم دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑا گیلا کر کے ان تصاویر کو مٹا دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کعبے میں داخل ہوئے، اس وقت کعبے کے اندر کوئی تصویر باقی نہ رہی تھی۔ (۱۷۲)

ابن خطل کے قتل کا حکم

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے سر پر خود تھا، آپ نے خود اتارا، کسی شخص نے آ کر کہا: ابن خطل کعبے کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ (ابن خطل اپنے مسلمان غلام کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا)۔ (۱۷۳)

کعبے کی چابی طلب فرمائی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اونٹنی پر سوار (حرم میں) داخل ہوئے، اسے کعبے کے سامنے بٹھایا اور عثمان بن طلحہ سے (کعبے کی) چابی طلب فرمائی، عثمان چابی لینے گیا تو اس کی ماں نے چابی دینے سے انکار کر دیا، عثمان نے کہا: چابی دے دیں ورنہ میری پیٹھ سے تلوار پار ہو گی (مجھے قتل کر دیا جائے گا) ماں نے عثمان کو چابی دے دی، اس نے کعبے کا دروازہ کھول دیا، رسول اللہ ﷺ کعبے میں داخل ہوئے، بلال، عثمان اور اسامہ بھی آپ کے ساتھ اندر چلے گئے اور کچھ دیر کے لئے دروازہ بند کر دیا گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں طاقت ور جوان آدمی تھا، (رسول اللہ ﷺ کے باہر تشریف لانے کے بعد) میں نے لوگوں سے سبقت کی اور بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کے دروازے پر پالیا اور پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: اگلے دو ستونوں کے درمیان، میں بلال سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ (۱۷۴)

کعبے کے اندر نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے کونوں میں دعا کی، پھر باہر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔(۱۷۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید کی اونٹنی پر سوار داخل ہوئے، اسے کعبے کے صحن میں بٹھایا، عثمان بن طلحہ کو چابی لانے کا فرمایا، وہ چابی لائے اور دروازہ بند کر دیا گیا پھر اسے کھول دیا گیا، میں لوگوں سے پہلے آگے بڑھا، میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کے دروازے پر کھڑا ہوا پایا، میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے بتایا: اگلے دوستونوں کے درمیان، میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟(۱۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی، عن قریب ایسے لوگ آئیں گے جو تمہیں اس سے منع کریں گے۔(۱۷۷)

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے دروازے کے سامنے والے دوستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی۔(۱۷۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اپنے گھر جا کر جو راستے ہی میں تھا کپڑے پہنتا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، میں گھر سے چلا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، آپ اس وقت کعبے سے باہر آ چکے تھے اور آپ کے صحابہ کعبے کے دروازے سے حطیم تک بیت اللہ کو چوم رہے تھے، انہوں نے اپنے رخسار بیت اللہ پر رکھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان میں تھے، میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں داخل ہو کر کیا کیا؟ انہوں نے بتایا: آپ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں۔(۱۷۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان اپنا چہرۂ انور بیت اللہ پر رکھا ہوا تھا، اور صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ سے چمٹے ہوئے تھے۔(۱۸۰)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ نے اس کے تمام کونوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی، آپ باہر نکلے، باہر آ کر آپ نے کعبے کے

سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: یہ قبلہ ہے (یہ عطاء کی روایت ہے)، ابو جعفر کی روایت میں ہے اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے کے اندر نماز پڑھی۔(۱۸۱)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازہ بند کرنے کا حکم فرمایا، تب بیت اللہ کے اندر چھ ستون تھے، آپ ﷺ کعبے کے دروازے کے قریب والے دو ستونوں کے پاس آئے، وہاں بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی، دعا مانگی اور استغفار کیا، پھر آپ کھڑے ہوئے کعبے کے پچھلے حصے کی طرف تشریف لائے، اپنا چہرۂ انور اور جسم کعبے پر رکھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی، دعا مانگی اور استغفار کیا، پھر آپ واپس پلٹے اور بیت اللہ کے ہر کونے میں اللہ عز و جل کی ثنا، تکبیر، تسبیح، تہلیل کہی، استغفار اور دعا میں مشغول رہے، پھر آپ کعبے سے باہر تشریف لائے، کعبے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں، پھر واپس پلٹے اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: یہ قبلہ ہے، یہ قبلہ ہے۔(۱۸۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن طلحہ، اسامہ بن زید اور بلال رضی اللہ عنہم کعبہ میں داخل ہوئے، دروازہ بند کر دیا گیا، جب آپ باہر تشریف لائے، میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا: آپ نے دو ستون اپنے دائیں طرف اور ایک ستون اپنے بائیں طرف رکھا، تین ستون آپ کی پشت کی جانب تھے، پھر آپ نے نماز پڑھی، آپ کے اور قبلہ (کی دیوار) کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔(۱۸۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز لوگوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر لی، پھر نبی ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، ابن عمر کو خبر نہ ہو سکی، جب انہیں نبی ﷺ کے کعبے میں داخلے کا بتایا گیا وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نبی ﷺ کی پیروی میں اندر نماز پڑھنے کے لئے کعبے میں داخل ہونے کے لئے آئے، رسول اللہ ﷺ انہیں دروازے سے باہر ملے، انہوں نے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے کعبے کے اندر کیا کیا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا: آپ نے سامنے کا رخ کر کے دو رکعتیں پڑھیں پھر کچھ دیر دعا کر کے باہر آ گئے، آپ ﷺ اور کعبے کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا، مقام ابراہیم آپ کی پشت کی جانب تھا۔(۱۸۴)

حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی، جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی، کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہیں۔(۱۸۵)

کعبے میں مینڈھے کے سینگ

بنو سلیم کی ایک خاتون رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کا دروازہ کھلوایا، آپ کعبے میں داخل ہوئے پھر فارغ ہو کر باہر تشریف لائے، عثمان چلے گئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس بلوایا، وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: میں نے بیت اللہ میں داخل ہو کر مینڈھے کے دو سینگ دیکھے ہیں، میں تمہیں یہ کہنا بھول گیا کہ انہیں ڈھانپ دو، انہیں ڈھانپ دو، کیوں کہ بیت اللہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے جو نمازی کو (اپنی طرف) مشغول کر دے۔

اس حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں یہ سینگ کعبے میں موجود رہے، یہاں تک کہ جب بیت اللہ کو آگ لگی تو یہ بھی اس میں جل گئے۔ (۱۸۶)

لوگوں سے خطاب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز کعبے کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو تنہا شکست دی، یاد رکھو کوڑے یا لاٹھی سے عمداً قتل کی دیت سو اونٹ ہے، دیت مغلظ جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی، دورِ جاہلیت کی ہر نخوت، ہر خون اور ہر دعویٰ میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے، (آج سے باطل ہے) البتہ حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی کلید برداری کے عہدے میں ان کو برقرار رکھتا ہوں، وہ حسب سابق انہیں لوگوں کے پاس باقی رہیں گے۔ (۱۸۷)

حضرت عقبہ بن اوس نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ایک معبود ہے، اسی نے اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی، باخبر رہو دورِ جاہلیت کا ہر موروثی استحقاق، ہر خون (کا مطالبہ) اور دعویٰ میرے ان قدموں کے نیچے ہے، البتہ بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ برقرار ہیں، سنو! خطاءِ مقتول کوڑے، لاٹھی اور پتھر سے عمداً قتل کئے جانے والے کی طرح ہے، اس میں دیت مغلظہ سو اونٹ ہے، جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی، جس نے اس دیت میں ایک اونٹ کا بھی اضافہ کیا وہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے ہے۔

دوسری روایت میں ہے دیت کے سو اونٹوں میں سے تیس حقے (عمر کے چوتھے سال میں داخل ہونے والی اونٹنیاں) تیس جذعے (عمر کے پانچ سال میں داخل ہونے والے اونٹ) اور چالیس حاملہ

اونٹنیاں ہوں جو آئندہ سال بچہ دیں۔(۱۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال کعبے کی سیڑھی پر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد خطبے میں یہ بھی ارشاد فرمایا: لوگو! دورِ جاہلیت میں کیے گئے تمام معاہدوں کو اسلام مزید مضبوط کرتا ہے، اسلام میں معاہدہ نہیں اور فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے، دوسرے کے لئے یک جان ہیں (کسی ایک کا معاہدہ سب پر لازم ہوگا) سب ایک ہاتھ ہیں، سب کا خون یکساں (اہمیت کا حامل) ہے، مؤمن کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، کافر کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے، اسلام میں شغار (کسی کے نکاح میں اپنی بہن یا بیٹی اس شرط پر دینا کہ وہ بھی اپنی بہن یا بیٹی کو بغیر مہر کے اس کے نکاح میں دے گا) نہیں، زکوٰۃ کے جانوروں کو اپنے پاس منگوانے اور زکوٰۃ سے بچنے کے لئے جانوروں کو دور کر دینے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، زکوٰۃ لوگوں کے علاقوں میں ہی لی جائے گی، ایک ادنیٰ مسلمان بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے جو ان کے آخری فرد تک لازم رہے گی، پھر آپ نیچے اتر آئے۔(۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پشت مبارک کعبے سے لگائے ہوئے تھے آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی معاہد کو دورانِ عہد قتل کیا جائے گا۔(۱۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعبے سے اپنی پشت مبارک لگاتے ہوئے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سب مسلمانوں کا خون برابر ہے، ان کا ادنیٰ فرد بھی امان دے سکتا ہے اور وہ اپنے علاوہ پر سب ایک ہاتھ ہیں۔(۱۹۱)

خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کے لئے عطیہ لینا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ لینا جائز نہیں۔(۱۹۲)

عورت کا اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا: عورت کا اپنی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کیا جائے، (کوئی عورت اپنی پھوپھی اور خالہ پر بہ طور سوکن نہ لائی جائے)۔ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن کی مسافت کا سفر نہ کرے۔(۱۹۳)

انگلیوں کی دیت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر انگلی (کی دیت) میں دس اونٹ ہیں اور ہر دانت (کی دیت) میں پانچ اونٹ ہیں، سب انگلیاں اور دانت برابر ہیں۔ (۱۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: انگلیوں (کی دیت) میں دس دس اور ہڈی ظاہر کرنے والے زخموں میں (بہ طور دیت) پانچ پانچ اونٹ ہیں۔ (۱۹۵)

نمازِ عصر اور فجر کے بعد نوافل کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا، آپ کعبے سے اپنی پشت مبارک لگائے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی (نفل) نماز نہیں ہے، تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے، ان میں سے ادنیٰ مسلمان بھی ذمہ لے سکتا ہے، اور وہ اپنے علاوہ پر سب ایک ہاتھ (کی طرح) ہیں، سنو! کسی مسلمان کو کافر کے بدلے اور کسی معاہد (ذمی) کو عہد کی مدت میں قتل نہ کیا جائے۔ (۱۹۶)

ایک خزاعی کے ہاتھوں بنو بکر کے ایک شخص کا قتل اور آپ کا خطبہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خزاعہ کے بنو بکر کے خلاف ہتھیاروں کے سوا سب لوگ ہتھیار رکھ دیں، آپ نے خزاعہ کو عصر کی نماز تک اجازت دی، پھر آپ نے ان سے بھی ہتھیار رکھ دینے کا ارشاد فرمایا، اگلے دن مزدلفہ میں خزاعہ کے ایک شخص کو بنو بکر کا آدمی ملا تو خزاعی نے اسے قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، میں نے دیکھا آپ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ حد سے تجاوز کرنے والا شخص وہ ہے جو حرم میں قتل کرے یا ایسے شخص کو قتل کرے جو قاتل نہ ہو یا دورِ جاہلیت کی دشمنی کی وجہ سے کسی کو قتل کرے۔

اسی اثنا میں ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: فلاں میرا بیٹا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں ایسا دعویٰ نا قابل اعتبار ہے، بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔

انگلیوں (کی دیت) میں دس دس اونٹ اور ہڈی کو ظاہر کرنے والے زخموں (کی دیت) میں پانچ

پانچ اونٹ ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا: نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی (نفل) نماز نہیں ہے، کسی عورت کا اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کیا جائے، اور کسی عورت کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ لینا جائز نہیں۔ دورِ جاہلیت کے معاہدے پورے کرو، اسلام نے ان کو اور مضبوط کیا ہے، اسلام میں ایسا نیا معاہدہ نہ کرو۔ (۱۹۷)

شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کا حرام ہونا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال مکے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے، ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے، کیوں کہ اسے کشتیوں اور کھالوں پر ملا جاتا ہے، اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ حرام ہے، پھر ارشاد فرمایا: یہود پر اللہ کی پھٹکار ہو، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام فرما دیا تو وہ اسے بہتر صورت میں لاکر بیچتے اور اس کی قیمت کھاتے رہے۔ (۱۹۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے شراب کو بہا (دینے کا حکم) دیا، شراب کے مٹکے توڑ دیے، اور شراب اور بتوں کی تجارت سے منع فرما دیا۔ (۱۹۹)

مکہ مکرمہ کی دائمی حرمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا: یہ شہر حرمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسے باحرمت بنایا ہے، یہ قیامت تک حرمت والا رہے گا، میرے سوا کسی کے لئے اس شہر میں قتل حلال نہیں کیا گیا، اور میرے بعد قیامت تک کسی کے لئے اس شہر میں قتل کرنا حلال نہیں ہوگا، میرے لئے بھی صرف دن کے کچھ حصے میں اسے حلال کیا گیا، اب یہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرمت والا رہے گا، نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے، نہ گھاس کاٹی جائے نہ یہاں کا شکار بھگایا جائے، نہ ہی یہاں کی گری پڑی چیز اعلان کرنے والے کے سوا کوئی اٹھائے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرما دیجئے، یہ ہمارے گھروں، قبروں اور سناروں کے کام آتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذخر گھاس کے سوا، اس کا کاٹنا حلال ہے۔ (۲۰۰)

حضرت حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی

اکرم ﷺ سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت تک مکہ میں جنگ (جائز) نہیں ہو گی۔(۲۰۱)

حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو مکے میں ان (مجرم) لوگوں کے قتل کا حکم دے کر یہ ارشاد فرماتے سنا: آج کے بعد کبھی بھی مکے میں جنگ (جائز) نہیں ہوگی اور نہ ہی قریش کے کسی فرد کو قید کی حالت میں قتل کیا جائے گا۔(۲۰۲)

حضرت ابوشریح الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دوسرے روز خطبہ دینے کھڑے ہوئے، جسے میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے محفوظ رکھا اور میری آنکھوں نے آپ کو گفت گو کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: مکے کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے، لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا، جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے اس شہر میں خون بہانا اور درخت کاٹنا حلال نہیں ہے، اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے پر یہاں خون بہانے کی رخصت کا کہے تو اس سے کہو: اللہ عز وجل نے اپنے رسول (ﷺ) کو اجازت دی تھی، تمہیں اجازت نہیں دی، میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت میں اسے حلال کیا گیا، پھر آج اس کی حرمت کل کی طرح پلٹ آئی ہے، جو حاضر ہے اسے چاہئے یہ بات غائب تک پہنچا دے۔(۲۰۳)

ابوشاہ کے لئے خطبہ لکھ دینے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مکے پر فتح عطا فرمادی، آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اللہ نے مکہ سے ہاتھیوں کو (حملے سے) روک دیا اور اپنے رسول اور مؤمنوں کو اس شہر پر غلبہ عطا فرمایا، میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے لئے قتال کو حلال کیا گیا، اب یہ قیامت تک کے لئے محترم ہے (اس میں قتال جائز نہیں ہے) اس کا درخت نہ کاٹا جائے، اس کا شکار نہ بھگایا جائے، اعلان کرنے والے کے سوا کسی کے لئے اس کی گری پڑی چیز اٹھانا جائز نہیں، جس شخص کے کسی عزیز کو قتل کر دیا جائے اسے دو میں سے بہتر چیز کا اختیار ہے، فدیہ لے لے یا قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دے۔

خطبہ کے بعد یمن کے ابوشاہ نامی ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ دو۔

اسی دوران حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرما دیجئے کیوں

کہ یہ ہماری قبروں اور گھروں کے کام آتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذخر کے سوا، (آپ نے اسے مستثنیٰ فرمادیا)۔(۲۰۴)

مقتول کی دیت ادا کرنا

حضرت ابوشریح الخزاعی الکعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فتح مکہ کے روز بنوبکر سے قتال کی اجازت دی یہاں تک کہ ہم نے ان سے اپنا بدلہ لے لیا آپ ابھی مکے ہی میں تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تلواریں رکھ دینے کا حکم دیا، اگلی صبح کو ہمارے چند لوگوں کو حرم میں بنوہذیل کا ایک شخص ملا جو رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے جارہا تھا، اس نے دورِ جاہلیت میں خزاعہ کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور وہ اس کی تلاش میں تھے، اس لئے انہوں نے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے اور امان حاصل کرنے سے پہلے قتل کردیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ملی آپ سخت ناراض ہوئے بہ خدا میں نے آپ کو اس سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا، ہم لوگ جلدی سے حضرت ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تاکہ ان سے سفارش کی درخواست کریں اور ہمیں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہورہا تھا۔

نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، اللہ عزوجل کے شایانِ شان اس کی ثنا کے بعد فرمایا: امابعد! اللہ عزوجل ہی نے مکے کو حرم قرار دیا ہے، اسے انسانوں نے حرم نہیں بنایا، کل میرے لئے بھی اسے دن کی ایک ساعت کے لئے حلال کیا گیا اور آج وہ اسی طرح قابلِ احترام (حرم) ہے جیسے ابتدا میں اللہ عزوجل نے اسے حرم قرار دیا تھا۔

اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ سرکش لوگ تین طرح کے ہیں، حرم میں قتل کرنے والا، اپنے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل کرنے والا اور دورِ جاہلیت کی کسی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنے والا، اور میں بہ خدا اس شخص کی دیت ضرور دوں گا جسے تم نے قتل کیا ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ادا کر دی۔(۲۰۵)

حضرت سعید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن سعید نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے کے لئے مکے کی طرف لشکر روانہ کیا، حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے اس سے اس معاملے میں گفت گو کی اور اس سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کیا، پھر اپنی قوم کی مجلس میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے، میں بھی آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا، انہوں نے عمرو بن سعید سے رسول اللہ ﷺ کا جو ارشاد بیان کیا

تھا وہ انہیں بتایا اور عمرو بن سعید نے حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کو جو جواب دیا تھا وہ بھی بتایا۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن سعید سے کہا: فتح مکہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، فتح مکہ کے دوسرے دن خزاعہ کے لوگوں نے ہذیل کے ایک مشرک کو قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ (یہ اطلاع ملنے پر) ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ عز وجل نے جس دن سے زمین و آسمان پیدا کئے اس دن سے مکے کو حرم قرار دیا، سو یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت سے قیامت تک حرم ہی رہے گا، لہٰذا کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یہ بات جائز نہیں کہ وہ مکہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ اس میں کوئی درخت کاٹے، مجھ سے پہلے بھی کسی شخص کے لئے یہ حلال تھا نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، میرے لئے بھی صرف مختصر وقت کے لئے اس لئے حلال کیا گیا کہ اہل مکہ پر غضب کا اظہار مقصود تھا، سن لو! اب اس کی حرمت گزشتہ کل کی طرح لوٹ آئی ہے، یاد رکھو! تم میں حاضر لوگ غائب تک یہ بات پہنچا دیں، اور جو شخص تم سے کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قتال کیا تھا تو کہہ دینا اللہ عز وجل نے اسے اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں فرمایا۔

اے بنو خزاعہ! اب قتل سے ہاتھ اٹھا لو، بہت قتل ہو چکا، تم نے جس آدمی کو قتل کیا ہے میں اس کی دیت دوں گا جس نے میرے اس مقام پر کھڑے ہونے کے بعد کسی کو قتل کیا تو مقتول کے ورثا کو دو چیزوں میں اختیار ہوگا اگر وہ چاہیں تو قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس کی دیت لے لیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی دیت ادا فرما دی جسے خزاعہ نے قتل کر دیا تھا۔

عمرو بن سعید نے حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے کہا: بزرگو! واپس جاؤ، ہم مکے کی حرمت کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں، اس کی حرمت کسی خون بہانے والے (قاتل) (امیر کی) اطاعت چھوڑنے والے (باغی) اور جزیہ دینے والے سے مانع نہیں ہے۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس سے کہا: اس موقع پر میں وہاں موجود تھا تم موجود نہ تھے، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں، سو میں نے پیغام پہنچا دیا ہے، اب تم جانو اور تمہارا کام۔ (۲۰۶)

فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: فتح مکہ

کے بعد ہجرت نہیں ہے، البتہ جہاد اور نیت ہے، جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو نکل پڑو۔(۲۰۷)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ نام کے ایک مہاجر صحابی جنہیں اسلام میں بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا تھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، فتح مکہ کے دن وہ اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! انہیں ہجرت پر بیعت فرمالیں، آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: اب ہجرت (کا حکم) باقی نہیں ہے، (یہ سن کر) وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سقایہ (حاجیوں کو زمزم پلانے کی جگہ) میں گئے اور کہا: اے ابوالفضل! میں اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا تاکہ آپ ان کی ہجرت پر بیعت لیں لیکن آپ نے انکار فرمادیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بغیر چادر لئے ان کے ساتھ چل پڑے اور جا کر کہا: یا رسول اللہ! آپ کو میرے اور فلاں شخص کے درمیان تعلقات کا علم ہے، وہ آپ کے پاس اپنے والد کو لایا تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لے لیں لیکن آپ نے انکار فرمادیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ہجرت باقی نہیں رہی، عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے بیعت کرلیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا: آؤ، میں اپنے چچا کی قسم پوری کردوں، اب ہجرت باقی نہیں ہے۔(۲۰۸)

حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے، بھائی معبد اور مجالد بن مسعود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا: آپ ان سے ہجرت پر بیعت لے لیں، آپ نے فرمایا: میں ان کی اسلام اطاعت اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں، کیوں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا، اور وہ (ان میں سے ہر ایک) نیکی کا پیروکار ہوگا۔(۲۰۹)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد امیہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد سے ہجرت پر بیعت لے لیں، آپ نے فرمایا: بل کہ میں اس سے جہاد پر بیعت لیتا ہوں، ہجرت ختم ہوگئی۔(۲۱۰)

حضرت اسود بن خلف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ قرن مصقلہ (مسقلہ) کے پاس لوگوں کو اسلام اور شہادت پر بیعت فرما رہے تھے، آپ ان سے اللہ پر ایمان اور لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمّداً عبدہ و رسولہ کی شہادت پر بیعت لے رہے تھے۔(۲۱۱)

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (مقام) ذی طویٰ میں

ٹھہرے، حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد) نے اپنے چھوٹے بچوں میں سے ایک لڑکی سے کہا: اے بٹیا! ابوقبیس پہاڑ پر چڑھنے میں میری مدد کرو، اس وقت ان کی بینائی جاتی رہی تھی، لڑکی انہیں لے کر پہاڑ پر چڑھ گئی، ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بٹیا! تجھے کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا: ایک بڑا لشکر جمع نظر آ رہا ہے، ابو قحافہ بولے یہ گھڑ سوار ہیں، اس نے کہا: میں ایک آدمی کو دیکھ رہی ہوں جو اس لشکر کے سامنے آگے پیچھے دوڑ رہا ہے، ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ وازع ہے جو سواروں کو حکم دیتا ہے اور ان کے آگے آگے رہتا ہے، پھر لڑکی نے کہا: اب لشکر پھیل گیا ہے، ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا اب تو گھڑ سوار روانہ ہو گئے مجھے جلدی سے اپنے گھر لے چلو، وہ انہیں لے کر نیچے اتری لیکن گھر تک پہنچنے سے پہلے سواروں نے انہیں آلیا، لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا جسے ایک آدمی نے اس کی گردن سے اتار لیا۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو پکڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: بوڑھے آدمی کو اپنے گھر میں کیوں نہ رہنے دیا میں خود اس سے ملنے چلا جاتا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے پاس آپ کو چل کر جانے سے زیادہ ان کا حق بنتا ہے کہ یہ آپ کے پاس چل کر آئیں، پھر آپ نے انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا، ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اسلام لے آؤ، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے تو ان کا سر ثغامہ کی طرح (بالکل سفید) ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے بال رنگ دو، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور کہا: میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں میری بہن کا ہار واپس کر دو، کسی نے اس کا جواب نہ دیا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری پیاری بہن! اپنے ہار پر ثواب کی امید رکھو۔ (۲۱۲)

ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے بال رنگنے کا حکم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ کے تھوڑے سے بال سفید ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور کتم (وسمہ) کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لائے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اتار دیا، رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعزاز کا خیال کرتے ہوئے فرمایا: بزرگ آدمی کو گھر میں رہنے دیتے ہم خود اس کے پاس چلے جاتے، ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا، ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ کی طرح سفید ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں رنگ دو لیکن کالے رنگ سے اجتناب کرنا۔ (۲۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، ان کا سر، داڑھی ثغامہ (پہاڑوں پر اگنے والا ایک درخت جس کے پھول اور پھل سفید ہوتے ہیں) جیسے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ان کے گھر کی کسی خاتون کے پاس لے جاؤ، ان کے بال رنگ دو، کالے رنگ سے بچانا۔ (۲۱۴)

ام ہانی کی پناہ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اپنے دو مشرک دیوروں کو پناہ دی ہے، میرا بھائی علی رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام ہانی! جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی، جسے تو نے امن دیا اسے ہم نے امن دیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا، انہوں نے آپ کے لئے پانی ڈالا، آپ نے غسل فرمایا، اور کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعات نماز پڑھی، یہ فتح مکہ کے دن چاشت کے وقت کی بات ہے۔ (۲۱۵)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن اپنے دیوروں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی، میں نے انہیں گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا، میرا ماں جایا علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) آیا اور ان پر تلوار سونت لی، میں نبی ﷺ کی خدمت میں آئی، آپ مجھے نہ ملے، وہاں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تھیں وہ تو اپنے شوہر سے بھی سخت تھیں، اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے، آپ پر غبار کا اثر تھا، میں نے آپ کو بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ام ہانی! جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی اور جسے تو نے امن دیا اسے ہم نے امن دیا۔ (۲۱۶)

چاشت کی آٹھ رکعات پڑھنا

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے مکے کے بالائی

علاقے میں قیام فرمایا، میں آپ کے پاس آئی، ابوذر (رضی اللہ عنہ) پانی کا ٹب لائے، میں نے اس میں آٹے کا اثر دیکھا، پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے پردہ کرلیا، آپ نے غسل فرمایا، بعدازاں نبی ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں، یہ چاشت کا وقت تھا۔(۲۱۷)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز جمعہ کے دن دن چڑھے میرے ہاں تشریف لائے، آپ نے کپڑے کا حکم دیا، کپڑے سے پردہ کرلیا گیا تو آپ نے غسل فرمایا، پھر کھڑے ہوکر آٹھ رکعتیں پڑھیں جن کا قیام، رکوع اور سجود برابر تھے، میں نے آپ کی اس سے مختصر نماز نہیں دیکھی، لیکن آپ رکوع اور سجود پوری طرح ادا کررہے تھے، میں نے اس سے پہلے اور بعد میں آپ کو یہ نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔(۲۱۸)

ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمانا

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ایسا کام کیا ہے جو (پہلے) نہیں کیا کرتے تھے (کہ آپ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی ہیں) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے دانستہ ایسا کیا ہے۔(۲۱۹)

موزوں پر مسح فرمانا

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو آج ایسا کرتے دیکھا ہے جو پہلے نہیں کرتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! میں نے دانستہ یہ کام کیا ہے۔(۲۲۰)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو فرماتے تھے، فتح مکہ کے دن آپ نے وضو کیا، اپنے موزوں پر مسح فرمایا اور کئی نمازیں ایک وضو سے ادا کیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو (قبل ازیں) نہیں کیا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر یہ کام کیا ہے۔(۲۲۱)

نمازوں میں قصر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح فرمایا، وہاں سترہ دن قیام فرمایا، آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے (نمازوں میں قصر فرماتے رہے)۔(۲۲۲)

حضرت ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جوان نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سفر میں نبی ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا، آپ مجلس عوقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس جوان نے مجھ سے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا ہے، یہ بات مجھ سے خوب محفوظ کرلو کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی کوئی سفر فرمایا ہے، اس میں واپسی تک دو دو رکعتیں پڑھی ہیں، فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اٹھارہ راتیں مکے میں قیام فرمایا، لوگوں کو مغرب کے علاوہ دو دو رکعتیں پڑھاتے رہے، پھر (سلام کے بعد) ارشاد فرماتے: مکے والو! کھڑے ہوکر آخری دو رکعتیں پڑھ لو ہم مسافر ہیں۔

پھر آپ نے حنین اور طائف کے غزوے میں بھی دو دو رکعتیں پڑھیں، بعد میں آپ جعرانہ میں تشریف لائے وہاں سے ذی القعدہ میں عمرہ فرمایا۔

بعد ازاں میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوات، حج اور عمرہ میں شرکت کی، انہوں نے بھی دو دو رکعتیں پڑھیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی مغرب کے علاوہ دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے ابتدائی دور میں مغرب کے علاوہ دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد میں (حج کے دوران) چار رکعتیں پڑھیں۔ (۲۲۳)

حضرت ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہماری مجلس کے پاس سے گزرے تو لوگوں میں سے ایک جوان نے کھڑے ہوکر آپ سے غزوات، حج اور عمرے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا، حضرت عمران رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس جوان نے مجھ سے کچھ پوچھا ہے، میں چاہتا ہوں تم بھی سنو، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی، آپ نے مدینہ کی طرف واپسی تک دو دو رکعتیں پڑھیں، میں نے آپ کے ساتھ حج کیا، آپ نے مدینہ کی طرف واپسی تک دو دو رکعتیں ادا کیں، میں فتح مکہ کے موقع پر حاضر تھا، آپ نے مکے میں اٹھارہ راتیں قیام فرمایا، آپ دو ہی رکعتیں پڑھتے رہے، آپ اہل مکہ سے فرماتے تم چار پوری کر لو، کیوں کہ ہم مسافر ہیں، میں نے حضور ﷺ کے ساتھ تین عمرے کئے، آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں، میں نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ہم راہ کئی حج کئے، انہوں نے بھی مدینہ طیبہ واپسی تک دو دو رکعتیں ہی پڑھیں۔ (۲۲۴)

متعہ کی ممانعت

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں

سے متعہ کرنے کی ممانعت فرمادی۔(۲۲۵)

عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ایک مقتولہ عورت کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: یہ تو لڑنے والی نہ تھی، پھر آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمادی۔(۲۲۶)

کھانسی آنے پر نماز مختصر فرمانا

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے کعبے کے سامنے نماز فجر پڑھائی، اپنے جوتے اتار کر بائیں طرف رکھ دیئے، آپ نے سورۃ المؤمنون کی تلاوت فرمائی، جب آپ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے تذکرے تک پہنچے، آپ کو کھانسی ہونے لگی تو آپ نے تلاوت مختصر کرکے رکوع کرلیا۔(۲۲۷)

بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی منت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ نے آپ کو مکے پر فتح عطا فرمادی میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہیں نماز پڑھ لو، اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: یہیں نماز پڑھ لو، اس نے پھر یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تمہاری مرضی۔(۲۲۸)

نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک انصاری حاضر ہوا، نبی کریم ﷺ اس وقت مقامِ ابراہیم کے قریب تشریف فرما تھے، اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مؤمنوں کو مکے پر فتح عطا فرمادی تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گا، میں نے یہاں قریش میں ایک شامی کو پایا ہے جو میرے ساتھ بیت المقدس تک جائے گا اور آئے گا، نبی ﷺ نے فرمایا: یہیں نماز پڑھ لو، اس نے تین مرتبہ اپنی بات دہرائی اور نبی ﷺ ہر مرتبہ فرماتے: یہیں نماز پڑھ لو، جب اس نے چوتھی مرتبہ اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: جاؤ، بیت المقدس میں نماز پڑھو، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم یہیں نماز پڑھ لیتے تو بیت المقدس کی (منت کی) تمام نمازیں یہاں پوری ہو جاتیں۔(۲۲۹)

شریک تجارت دوست کی آمد

حضرت سائب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز حضرت عثمان بن عفان اور زبیر رضی اللہ عنہما مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ کے سامنے میری تعریف کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے اس کے متعلق مت بتاؤ، یہ دورِ جاہلیت میں میرے ساتھی تھے، سائب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بہترین ساتھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائب! زمانۂ جاہلیت میں تم جن اخلاق پر کاربند تھے، اسلام میں بھی ان پر کاربند رہنا، مہمان نوازی کرنا، یتیم کی عزت کرنا اور پڑوسی کے ساتھ حُسن سلوک کرنا۔(۲۳۰)

حضرت سائب رضی اللہ عنہ قبل از اسلام رسول اللہ ﷺ کے شریک تجارت تھے، فتح مکہ کے دن وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: میرے بھائی اور شریک تجارت کو خوش آمدید، جو بحث مباحثہ کرتا تھا نہ جھگڑتا تھا، سائب! تم دورِ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کرتے تھے جو تم سے قبول نہیں ہوتے تھے (کہ اس وقت سائب مشرک تھے)، آج (اسلام قبول کرنے کے بعد) وہ تم سے قبول ہوں گے، سائب رضی اللہ عنہ (ضرورت مندوں کو) قرض فراہم کرتے تھے اور صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔(۲۳۱)

حضرت سائب العابدی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، وہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے شریک تجارت رہے تھے، انہوں نے آپ سے کہا: آپ میرے شریک تجارت تھے، آپ بہترین پارٹنر تھے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ بحث مباحثہ اور جھگڑا نہیں کرتے تھے۔(۲۳۲)

خوش بو کی وجہ سے سر پر ہاتھ نہ پھیرنا

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ کے پاس لانے لگے، رسول اللہ ﷺ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے دعا فرماتے، مجھے بھی آپ کے پاس لایا گیا، میں نے خلوق (نامی خوش بو) لگا رکھی تھی، آپ نے میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا، اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی کہ میری امی نے مجھے خلوق لگا دی تھی اور آپ نے اسی لئے میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا۔(۲۳۳)

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے تحائف

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے

موقع پر اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیوسی (کھیس) ہرن کا چھ ماہ کا بچہ اور کھیرے دے کر بھیجا، نبی ﷺ وادی کے بالائی حصہ میں قیام پذیر تھے، میں بغیر اجازت لئے اور سلام کئے (خیمے کے) اندر داخل ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ، اور سلام کر کے اجازت لو۔(۲۳۴)

اہل کتاب مؤمن کے لئے دوگنا اجر

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے موجود تھا، آپ نے بہت عمدہ عمدہ باتیں ارشاد فرمائیں، ان ہی میں یہ بات بھی ارشاد فرمائی کہ اہل کتاب کا جو شخص اسلام قبول کرلے گا اسے دوگنا اجر ملے گا، اور حقوق وفرائض میں وہ ہماری طرح ہو جائے گا، اور مشرکوں میں سے جو شخص اسلام قبول کرے گا، اسے بھی اس کا اجر ملے گا اور وہ حقوق وفرائض میں ہماری طرح ہو جائے گا۔(۲۳۵)

حوضِ کوثر

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی عمل بتائیں جسے میں کرتا رہوں، آپ نے فرمایا: راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کریں یہ تمہارے لئے صدقہ ہوگا، اور رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا: عبدالعزی بن خطل کے علاوہ تمام لوگوں کو امن حاصل ہے، میں نے عبدالعزیٰ بن خطل کو قتل کر دیا وہ غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میرا حوض ایلہ اور صنعاء کے درمیان جتنی مسافت کا ہوگا، اس کا طول وعرض برابر ہوگا، اس میں جنت کے دو پَرنالے جاری ہوں گے جن میں سے ایک چاندی کا اور دوسرا سونے کا ہوگا، یہ شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، جو شخص اس سے پئے گا وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا، اس میں آسمان کے ستاروں جتنے کٹورے ہوں گے۔(۲۳۶)

حضرت سعد اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما کا تنازعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمعہ کی باندی کا بچہ میرا بیٹا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فتح مکہ کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ نے لڑکے کو دیکھا تو اسے (اپنے بھائی سے) مشابہت کی وجہ سے پہچان لیا اور اسے

اپنی نگہ داشت میں لے لیا، اور کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، تو عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا: بل کہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر اس کی باندی سے پیدا ہوا ہے، دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، اس کی (میرے بھائی) عتبہ سے مشابہت ملاحظہ فرمائیں، رسول اللہ ﷺ کو اس لڑکے میں عتبہ سے واضح مشابہت نظر آئی۔

عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے میرے والد کے بستر پر اس کی باندی سے پیدا ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ بستر والے کا ہے (اور زانی کے لئے پتھر ہیں) سودہ! اس سے پردہ کرنا (امّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی تھیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔(۲۳۷)

ہند رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (فتح مکہ کے موقع پر) ہند رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی خیمے والے ایسے نہ تھے جن کا ذلیل ہونا مجھے آپ کے خیمے والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہوتا، اور آج روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزت ہونا مجھے آپ کے خیمے والوں کے باعزت ہونے سے زیادہ محبوب ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری بھی یہی حالت تھی۔ پھر حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوسفیان ذرا بخیل آدمی ہیں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا، اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے کر اس کے بچوں پر خرچ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان پر دستور کے مطابق خرچ کرو تو تمہیں گناہ نہ ہوگا۔(۲۳۸)

لوگ فتح مکہ کے منتظر تھے

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہمارا پانی کے ایک چشمے پر مستقل قیام تھا، لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس آتے ہوئے ہمارے ہاں سے گزرتے تھے، میں ان کے قریب جاتا ان کی باتیں سنتا، یہاں تک کہ میں نے بہت سا قرآن حفظ کر لیا، لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے، جب مکہ فتح ہو گیا تو کوئی آدمی آپ کے پاس آ کر کہتا: یا رسول اللہ! میں فلاں قبیلے کا نمائندہ ہوں، میں آپ کے پاس ان کے اسلام قبول کرنے کا پیغام لایا ہوں، میرے والد بھی اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع دینے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ واپس آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: تم میں سے جسے زیادہ قرآن یاد ہوا سے (امامت کے لئے) آگے کرنا، لوگوں نے غور کیا تو اتنی بڑی آبادی میں کسی کو مجھ سے زیادہ قرآن یاد نہیں تھا، سو انہوں نے مجھے آگے کر دیا، میں نوعمر لڑکا تھا، میں انہیں نماز پڑھانے لگا، میرے جسم پر ایک چادر ہوتی تھی جب میں رکوع یا سجدہ کرتا وہ سمٹ جاتی اور میرا ستر کھل جاتا، یہ دیکھ کر ایک بوڑھی عورت نے کہا: اپنے امام کا ستر تو ہم سے چھپاؤ، تو لوگوں نے میرے لئے قمیص تیار کر دی جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔(۲۳۹)

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے (اسلام قبول کرنے کے بعد) وہ ہمارے یہاں سے گزرتے، میں نوعمر لڑکا تھا (ان سے) قرآن سن کر پڑھتا تھا، میرے والد بھی اپنی قوم کے اسلام کا پیغام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو، وہی تمہاری امامت کرے، لوگوں نے غور کیا تو مجھے سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔(میری چادر چوں کہ چھوٹی تھی سجدے میں میرا ستر کھل جاتا) ایک عورت نے (یہ دیکھ کر) کہا: اپنے امام کا ستر تو ڈھانپو، تو لوگوں نے میرے لئے بڑی چادر خریدی، اور مجھے اس سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔(۲۴۰)

حضرت عمرو بن سلمہ الجرمی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اور ان کی قوم کے چند لوگ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد آپ سے دریافت کیا: ہمیں نماز کون پڑھائے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کو تم میں سے زیادہ قرآن حفظ ہو، یہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور قبیلے والوں سے پوچھا لیکن مجھ سے زیادہ کسی نے قرآن جمع نہیں کیا تھا، انہوں نے مجھے (امامت کے لئے) آگے کر دیا، میں نے انہیں نماز پڑھائی، میں نوعمر لڑکا تھا، مجھ پر ایک ہی چادر تھی، اس کے بعد آج تک میں بنو جرم کی جس مجلس میں موجود ہوتا ہوں، میں ہی ان کا امام ہوتا ہوں۔(۲۴۱)

اہل مکہ کی مالی مدد

حضرت عمرو بن الفغواء الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب فرمایا، آپ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس اہل مکہ میں کچھ مال تقسیم کرنے کے لئے بھیجنا چاہتے تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا: اپنے لئے ایک ساتھی تلاش کر لو، میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہنے لگے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مکے جانا چاہتے ہیں اور کسی رفیق سفر کی تلاش میں ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا: میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ساتھی مل گیا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا جب تمہیں ساتھی مل جائے تو مجھے اطلاع کرنا، آپ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ میں نے بتایا: عمرو بن امیہ الضمری، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان کی قوم کے علاقے میں پڑاؤ کرو تو اس سے بچ کر رہنا، کیوں کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے: اپنے بکری بھائی سے بے خوف ہو کر نہ رہنا۔

بہ ہر حال ہم وہاں سے روانہ ہوئے جب ابواء میں پہنچے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: مجھے وڈان میں اپنی قوم کے پاس ایک ضرورت سے جانا ہے آپ میرا انتظار کریں، میں نے کہا: بہتر ہے، جب وہ چلے گئے مجھے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا، میں نے اپنے اونٹ پر سفر جاری رکھا اور اسے سبک رفتار رکھا، یہاں تک کہ جب میں اصافر میں پہنچا تو عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ایک گروہ میں میرے سامنے آ گئے، میں تیز رفتاری سے اس سے آگے نکل گیا، جب اس نے دیکھا کہ میں اس سے دور نکل گیا ہوں تو وہ لوگ واپس چلے گئے، اور عمرو رضی اللہ عنہ مجھ سے آ کر کہنے لگا مجھے اپنی قوم سے کوئی کام تھا، میں نے کہا: اچھا، پھر ہم روانہ ہو کر مکہ مکرمہ میں آئے اور میں نے وہ مال ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ (۲۴۲)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۱۱۹۴۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۱۹۴، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۳۔ رقم الحدیث: ۲۱۸۵، ۲۷۷۶، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۴۔ آل عمران: ۶۴

۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۶۔ رقم الحدیث: ۱۲۳۹، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۷۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۷۲، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۸۔ رقم الحدیث: ۱۳۰۴۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۰، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۰۔ رقم الحدیث: ۲۱۸۲۷، ۲۶۵۵۲، حدیث امرأۃ رضی اللہ عنہا ھی جدۃ ابن زیاد رضی اللہ عنہ

۱۱۔ رقم الحدیث: ۲۶۵۹۵، حدیث امرأۃ من بنی غفار رضی اللہ عنہا

۱۲۔ رقم الحدیث: ۵۰۸۰، ۵۱۸۴، ۶۰۸۵، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۵۶۱۱، حدیث شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ

۱۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۱۲۸، حدیث نصر بن دھر عن النبی ﷺ

۱۵۔ رقم الحدیث: ۱۱۵۸۱، ۱۲۷۲۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۷۶، ۱۲۲۵۹، ۱۲۲۶۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۷۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۱۲، ۱۵۹۱۵، ۱۵۹۱۶، ۱۵۹۲۳، حدیث ابی طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ

۱۸۔ رقم الحدیث: ۱۳۳۶۰، ۱۳۴۵۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۸۴، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۰۔ رقم الحدیث: ۹۸۰، ۲۲۵۰۰، ۲۲۵۲۲، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۱۔ رقم الحدیث: ۸۷۶۴، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۲۔ رقم الحدیث: ۱۰۷۳۸، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۲۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۱، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۲۴۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۱۴، حدیث ابی مالک سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ

۲۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۴۶، حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ

۲۶۔ رقم الحدیث: ۷۸۰، ۱۱۲۰، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۲۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۰۳، بقیہ حدیث ابن الاکوع رضی اللہ عنہ

۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۶۸، حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

۲۹۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۷۶، ۱۶۰۹۰، حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

۳۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۷۴۳، حدیث المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ

۳۱۔ رقم الحدیث: ۵۹۴، ۸۱۴، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۲۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۷، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۳۔ رقم الحدیث: ۴۷۰۶، ۶۲۵۵، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۳۴۔ رقم الحدیث: ۸۵۷۱، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

۳۵۔ رقم الحدیث: ۱۱۵۲۵، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۳۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۷۳۰، ۱۱۸۰۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۳۷۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۳۲، ۱۵۰۳۳، حدیث ابی سلیط البدری رضی اللہ عنہ۔ رقم الحدیث: ۱۵۴۷۷، ۱۵۴۸۳، حدیث سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ

۳۸۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۷۸، ۱۶۰۹۰، حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

۳۹۔ رقم الحدیث: ۱۸۱۰۱، ۱۸۱۴۹، ۱۸۱۹۵، ۱۸۶۳۷، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۴۰۔ رقم الحدیث: ۱۴۰۴۱، ۱۴۷۱۵، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۲۶، ۱۴۴۷۴، ۱۴۴۸۶، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۰۵۴، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۳۔رقم الحدیث: ۱۶۳۷۵، ۱۶۳۷۶، ۱۶۳۷۷، حدیث یزید بن العوام رضی اللہ عنہ۔
۴۴۔رقم الحدیث: ۱۶۷۰۳، حدیث العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ
۴۵۔رقم الحدیث: ۱۵۵۶۰، حدیث سوید بن النعمان رضی اللہ عنہ
۴۶۔رقم الحدیث: ۱۵۰۹۹، حدیث کعب بن عمرو رضی االلہ عنہ
۴۷۔رقم الحدیث: ۱۸۵۷۹، حدیث ابی لیلیٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ
۴۸۔رقم الحدیث: ۱۶۰۷۹، حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ
۴۹۔رقم الحدیث: ۴۴۳۴، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۵۰۔رقم الحدیث: ۱۵۹۸۲، حدیث رجال من اصحاب النبی ﷺ
۵۱۔رقم الحدیث: ۱۸۶۴۵، بقیہ حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ
۵۲۔رقم الحدیث: ۱۶۲۹۹، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
۵۳۔رقم الحدیث: ۱۹۱۳۸، حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ
۵۴۔رقم الحدیث: ۸۳۴۷، ۱۰۵۲۹، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
۵۵۔رقم الحدیث: ۲۱۴۳۳، ۲۱۴۳۴، حدیث عمیر مولیٰ ابی اللحم رضی اللہ عنہما
۵۶۔رقم الحدیث: ۱۶۳۴۹، حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ
۵۷۔رقم الحدیث: ۲۰۰۳۲، حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ
۵۸۔رقم الحدیث: ۲۰۳، ۳۳۰، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۵۹۔رقم الحدیث: ۸۰۲۹، ۸۰۳۰، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
۶۰۔رقم الحدیث: ۱۶۵۸۳، ۲۱۱۶۷، حدیث زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ
۶۱۔رقم الحدیث: ۲۷۸۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۶۲۔رقم الحدیث: ۱۲۸۷۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۳۔رقم الحدیث: ۹۵۱۷، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
۶۴۔رقم الحدیث: ۱۱۸۸۹، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۵۔رقم الحدیث: ۲۳۴۴۸، مسند فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ
۶۶۔رقم الحدیث: ۲۳۴۴۲، مسند فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ
۶۷۔رقم الحدیث: ۲۲۵۵، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۶۸۔رقم الحدیث: ۴۶۴۹، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۶۹۔رقم الحدیث: ۴۷۱۸، ۴۹۲۷، ۶۴۳۳، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۷۰۔رقم الحدیث: ۴۷۵۴، مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما
۷۱۔رقم الحدیث: ۲۴۷۷۷، ۲۴۷۷۸، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۷۲۔رقم الحدیث:۱۳۷۴۷، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۷۳۔رقم الحدیث:۱۴۵۳۶، مسند جابر بن عبداللہ بن رضی اللہ عنہما
۷۴۔رقم الحدیث:۱۱۸۳۱، ۱۳۱۶۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۵۔رقم الحدیث:۱۱۵۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۶۔رقم الحدیث: ۱۱۵۴۶، ۱۲۲۷۶، ۱۲۴۵۵، ۱۲۵۲۲، ۱۲۵۲۸، ۱۳۰۹۴، ۱۳۱۳۳، ۱۳۵۷۰، ۱۳۵۸۶، ۱۳۶۸۹، ۱۳۶۹۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۷۔رقم الحدیث:۱۱۶۶۸، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۸۔رقم الحدیث:۱۲۲۰۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۹۔رقم الحدیث:۱۳۳۷۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۰۔رقم الحدیث:۱۲۵۳۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۱۔رقم الحدیث:۱۳۱۱۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۲۔رقم الحدیث:۱۵۲۳۲، حدیث سوید الانصاری رضی اللہ عنہ
۸۳۔رقم الحدیث:۲۱۶۵۰، ۲۱۷۲۴، حدیث ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ
۸۴۔رقم الحدیث:۱۲۰۰۱، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۵۔رقم الحدیث:۱۴۳۴۱، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۸۶۔رقم الحدیث:۲۵۸۲۲، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۸۷۔رقم الحدیث:۱۴۶۰۱، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۸۸۔رقم الحدیث:۱۴۰۲۷، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۸۹۔رقم الحدیث:۲۲۶۲۶، احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ
۹۰۔رقم الحدیث:۲۲۸۴۱، ۲۲۸۸۰، حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما
۹۱۔رقم الحدیث:۱۴۵۱۱، ۱۴۵۱۲، ۱۴۷۶۸، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۲۔رقم الحدیث:۱۴۲۹۴، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۳۔رقم الحدیث:۱۴۶۰۸، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۴۔رقم الحدیث:۱۳۷۸۳، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۵۔رقم الحدیث:۱۴۸۰۰، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۶۔رقم الحدیث:۱۸۰۷۴، ۱۸۱۰۸، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
۹۷۔رقم الحدیث:۱۹۲۴، ۲۷۹۰، مسند ابن عباس رضی اللہ عنہما
۹۸۔رقم الحدیث:۲۶۳۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۹۹۔رقم الحدیث:۲۶۸۱، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۰۔رقم الحدیث: ۲۸۶۵، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۱۔رقم الحدیث: ۲۷۷۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۲۔رقم الحدیث: ۱۸۶۲۹، ۱۸۶۵۰، مسند عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ

۱۰۳۔رقم الحدیث: ۲۴۳۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۴۔رقم الحدیث: ۱۹۲۲، ۲۴۳۳، ۲۵۸۲، ۲۹۷۳، ۳۰۴۴، ۳۰۹۹، ۳۲۲۳، ۳۲۷۳، ۳۳۹۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۵۔رقم الحدیث: ۲۴۸۸، ۳۰۹۹، ۳۳۰۹، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۶۔رقم الحدیث: ۳۳۷۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۷۔رقم الحدیث: ۲۶۲۸۸، حدیث میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

۱۰۸۔رقم الحدیث: ۲۶۲۷۵، ۲۶۳۰۱، حدیث میمونہ بنت الحارث الھلالیہ زوج النبی ﷺ

۱۰۹۔رقم الحدیث: ۲۶۶۵۶، حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ

۱۱۰۔رقم الحدیث: ۱۸۱۶۱، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۱۱۔رقم الحدیث: ۲۷۷، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۲۰۴۱، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۱۲۔رقم الحدیث: ۲۶۸۶۲، من حدیث ام حبیبۃ رضی اللہ عنہا

۱۱۳۔رقم الحدیث: ۲۳۱۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۱۴۔رقم الحدیث: ۱۹۶۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۱۵۔رقم الحدیث: ۱۷۵۳، حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

۱۱۶۔رقم الحدیث: ۱۱۷۰۴، ۱۱۷۶۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۱۷۔رقم الحدیث: ۲۲۰۴۵، ۲۲۰۶۰، حدیث ابی قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۱۸۔رقم الحدیث: ۲۶۵۴۶، حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

۱۱۹۔رقم الحدیث: ۲۳۷۹۲، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۲۰۔رقم الحدیث: ۲۵۸۳۱، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۲۱۔رقم الحدیث: ۱۷۵۴، حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

۱۲۲۔رقم الحدیث: ۲۶۵۴۳، حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

۱۲۳۔رقم الحدیث: ۲۶۹۲۲، حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

۱۲۴۔رقم الحدیث: ۲۳۴۶۷، ۲۳۴۷۷، حدیث مالک بن عوف الاشجعی رضی اللہ عنہ

۱۲۵۔رقم الحدیث: ۴۴۷۳، ۴۵۸۰، ۵۱۵۹، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۲۶۔رقم الحدیث: ۵۶۲۴، ۶۴۳۰، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۲۷۔رقم الحدیث: ۱۳۲۴۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۲۸۔رقم الحدیث:۵۶۲۳، ۶۴۰۲، ۶۴۲۸، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۲۹۔رقم الحدیث:۲۰۲۷۱، ۲۶۷۵۷، حدیث ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۳۰۔رقم الحدیث:۲۰۲۶۶، ۲۰۲۷۸، ۲۶۷۵۲، ۲۶۷۵۴، ۲۶۷۶۱، حدیث ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۳۱۔رقم الحدیث:۱۴۱، ۱۴۳، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۱۳۲۔رقم الحدیث:۲۸۷۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۳۔رقم الحدیث:۲۹۸۷، ۳۱۵۲، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۴۔رقم الحدیث:۳۱۶۶، ۳۱۹۹، مسند عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۵۔رقم الحدیث:۳۰۷۹، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۶۔رقم الحدیث:۲۳۸۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۷۔رقم الحدیث:۶۰۱، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۳۸۔رقم الحدیث:۸۲۹، ۱۰۹۴، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۳۹۔رقم الحدیث:۵۸۴۴، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۴۰۔رقم الحدیث:۱۴۳۶۰، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۴۱۔رقم الحدیث:۱۸۹۵، ۳۲۴۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۲۔رقم الحدیث:۲۱۸۶، ۳۲۶۹، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۳۔رقم الحدیث:۲۳۴۶، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۴۔رقم الحدیث:۲۳۵۹، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۵۔رقم الحدیث:۲۶۴۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۶۔رقم الحدیث:۳۴۵۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۷۔رقم الحدیث:۱۰۸۴۹، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۱۴۸۔رقم الحدیث:۱۰۹۱۴، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۱۴۹۔رقم الحدیث:۱۱۴۱۶، ۱۱۴۱۷، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۱۵۰۔رقم الحدیث:۱۵۴۷۳، ۱۶۱۶۵، ۱۶۱۶۶، ۲۶۶۷۹، ۲۲۶۸۰، حدیث بعض اصحاب النبی ﷺ

۱۵۱۔رقم الحدیث:۲۲۵۲۹، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۱۵۲۔رقم الحدیث:۲۲۵۰۸، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۱۵۳۔رقم الحدیث:۲۰۰۱۹، ۲۰۰۳۵، ۲۰۰۴۲، حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ

۱۵۴۔النحل:۱۲۶

۱۵۵۔رقم الحدیث:۲۰۷۲۳، حدیث ابی العالیۃ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۵۶۔رقم الحدیث:۲۰۷۲۴، حدیث ابی العالیۃ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۵۷۔رقم الحدیث: ۲۴۷۹۰، ۲۵۱۲۸، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۵۸۔رقم الحدیث: ۲۵۷۰۶، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۵۹۔رقم الحدیث: ۱۲۴۴۱، ۱۲۹۳۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۶۰۔رقم الحدیث: ۱۴۴۸۸، ۱۴۷۳۷، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۶۱۔رقم الحدیث: ۵۲۰۸، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۶۲۔رقم الحدیث: ۷۸۶۲، ۱۰۵۶۵، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

۱۶۳۔رقم الحدیث: ۲۱۲۴۵، حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

۱۶۴۔رقم الحدیث: ۷۰۷۹، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

۱۶۵۔رقم الحدیث: ۲۴۹۶، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۶۶۔سبا: ۴۹

۱۶۷۔بنی اسرائیل: ۸۱

۱۶۸۔رقم الحدیث: ۳۵۷۴، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۶۹۔رقم الحدیث: ۲۵۰۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۷۰۔رقم الحدیث: ۳۰۸۳، ۳۴۴۵، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۷۱۔رقم الحدیث: ۱۴۱۸۶، ۱۴۲۰۴، ۱۴۶۸۹، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۷۲۔رقم الحدیث: ۱۴۸۳۷، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۷۳۔رقم الحدیث: ۱۱۶۵۷، ۱۲۲۷۰، ۱۲۵۲۱، ۱۳۰۰۰، ۱۳۰۲۴، ۱۳۱۰۶، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۷۴۔رقم الحدیث: ۲۳۴۰۵، حدیث بلال رضی اللہ عنہ

۱۷۵۔رقم الحدیث: ۲۵۵۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۷۶۔رقم الحدیث: ۴۸۷۳، ۵۱۵۴، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۷۷۔رقم الحدیث: ۵۰۴۵، ۵۰۴۶، ۵۰۹۵، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۷۸۔رقم الحدیث: ۱۴۹۶۱، احادیث عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ

۱۷۹۔رقم الحدیث: ۱۵۱۲۵، حدیث عبدالرحمٰن بن صفوان عن النبی ﷺ

۱۸۰۔رقم الحدیث: ۱۵۱۲۲، ۱۵۱۲۴، حدیث عبدالرحمٰن بن صفوان عن النبی ﷺ

۱۸۱۔رقم الحدیث: ۲۱۲۴۷، ۲۱۲۹۰، حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

۱۸۲۔رقم الحدیث: ۲۱۳۱۵، ۲۱۳۱۶، ۲۱۳۲۳، حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

۱۸۳۔رقم الحدیث: ۲۳۳۷۷، حدیث بلال رضی اللہ عنہ

۱۸۴۔رقم الحدیث: ۲۳۳۸۰، ۲۳۳۸۲، ۲۳۳۸۳، ۲۳۳۸۸، حدیث بلال رضی اللہ عنہ

۱۸۵۔رقم الحدیث: ۲۳۴۰۲، حدیث بلال رضی اللہ عنہ

۱۸۶۔رقم الحدیث: ۱۶۲۰۰، ۱۶۲۰۱، ۲۲۷۰۹، ۲۲۷۰۱۰، حدیث امرأۃ من بنی سلیم رضی اللہ عنہا

۱۸۷۔رقم الحدیث: ۴۵۶۹، ۴۹۰۷، ۵۷۷۱، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۸۸۔رقم الحدیث: ۱۴۹۶۲، ۱۴۹۶۳، ۱۴۹۶۴، احادیث عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ

۱۸۹۔رقم الحدیث: ۶۶۵۳، ۶۸۷۸، ۶۹۷۳، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۰۔رقم الحدیث: ۶۶۵۱، ۶۷۵۷، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۱۔رقم الحدیث: ۶۷۵۸، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۲۔رقم الحدیث: ۶۶۸۸، ۶۶۸۹، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۳۔رقم الحدیث: ۶۶۷۳، ۶۷۳۱، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۴۔رقم الحدیث: ۶۶۷۲، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۵۔رقم الحدیث: ۶۷۳۳، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۶۔رقم الحدیث: ۶۹۳۱، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۷۔رقم الحدیث: ۶۶۴۳، ۶۸۹۴، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۹۸۔رقم الحدیث: ۶۹۵۸، مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۱۴۰۶۳، ۱۴۰۸۴، مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۹۹۔رقم الحدیث: ۱۴۲۴۶، مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۲۰۰۔رقم الحدیث: ۲۲۷۹، ۲۳۴۹، ۲۸۹۱، ۳۲۴۳، مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۰۱۔رقم الحدیث: ۱۴۹۷۸، ۱۴۹۷۹، ۱۸۵۴۰، ۱۸۵۴۱، حدیث حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ

۲۰۲۔رقم الحدیث: ۱۴۹۸۰ تا ۱۴۹۸۳، ۱۸۴۱۳، حدیث مطیع بن الاسود رضی اللہ عنہ

۲۰۳۔رقم الحدیث: ۱۵۹۳۸، ۲۶۶۲۳، حدیث ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ

۲۰۴۔رقم الحدیث: ۷۲۰۱، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

۲۰۵۔رقم الحدیث: ۱۵۹۴۱، حدیث ابی شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ

۲۰۶۔رقم الحدیث: ۱۵۹۴۲، ۲۶۶۱۹، ۲۶۶۲۳، حدیث ابی شریح الخزاعی عن النبی ﷺ

۲۰۷۔رقم الحدیث: ۱۹۹۲، ۲۳۹۲، ۳۳۲۵، مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۰۸۔رقم الحدیث: ۱۵۱۲۳، حدیث عبد الرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ

۲۰۹۔رقم الحدیث: ۱۵۴۲۰ تا ۱۵۴۲۴، ۲۰۱۶۱، حدیث مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ

۲۱۰۔رقم الحدیث: ۱۷۴۹۸، ۱۷۵۰۲، حدیث یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما

۲۱۱۔رقم الحدیث: ۱۵۰۰۵، ۱۷۰۸۰، حدیث الاسود بن خلف عن النبی ﷺ

۲۱۲۔رقم الحدیث: ۲۶۴۱۶، حدیث اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

۲۱۳۔رقم الحدیث: ۱۲۲۲۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۲۱۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۹۳، ۱۴۰۴۶، ۱۴۲۳۱، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۲۱۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۳۵۲، ۲۶۳۵۷، حدیث ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

۲۱۶۔ رقم الحدیث: ۲۶۳۶۷، حدیث ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

۲۱۷۔ رقم الحدیث: ۲۶۳۴۷، حدیث ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

۲۱۸۔ رقم الحدیث: ۲۶۳۵۹ تا ۲۲۳۶۲، ۲۶۳۶۵، حدیث ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

۲۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۵۷، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۲۰۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۶۴، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۲۱۔ رقم الحدیث: ۲۲۵۳۰، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۲۲۔ رقم الحدیث: ۲۷۵۳، ۲۸۷۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۲۳۔ رقم الحدیث: ۱۹۳۶۴، ۱۹۳۷۷، حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۲۲۴۔ رقم الحدیث: ۱۹۳۷۰، حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۲۲۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۱۳، ۱۴۹۱۹، ۱۴۹۲۵، مسند سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ

۲۲۶۔ رقم الحدیث: ۵۹۲۳، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۲۲۷۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۶۶ تا ۱۴۹۶۹، ۱۴۹۷۱، ۱۴۹۷۴، احادیث عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ

۲۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۴۵۰۲، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۲۲۹۔ رقم الحدیث: ۲۲۶۵۸، ۲۲۶۵۹، احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ

۲۳۰۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۴، حدیث السائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۳۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۹، حدیث السائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۳۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۶، ۱۵۰۷۷، حدیث السائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۳۳۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۴۴، حدیث الولید بن عقبۃ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ

۲۳۴۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۹۹، حدیث کلدہ بن الحنبل رضی اللہ عنہ

۲۳۵۔ رقم الحدیث: ۲۱۷۳۱، حدیث ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ

۲۳۶۔ رقم الحدیث: ۱۹۳۰۳، حدیث ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۲۳۷۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۶۶، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۲۳۸۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۶۰، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۲۳۹۔ رقم الحدیث: ۱۹۸۲۱، حدیث عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما

۲۴۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۶۳، حدیث عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما

۲۴۱۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۶۳، حدیث عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما

۲۴۲۔ رقم الحدیث: ۲۱۹۸۶، حدیث عمرو بن الفغواء رضی اللہ عنہ